ادع الی سبیل ربک بالحکمة والموعظة الحسنة

الحمد للہ کہ درین ایام این رسالہ مفید خاص و عام در رد منکرین جواز تقبیل اقدام بزرگان ذوی الاحترام

[illegible] ... مفیده و افادات جدیده زبدة العلماء عمدة الفضلاء

حسام الاسلام
علی من یکفر المسلم
بتقبیل الاقدام

بفرمایش مخزن الاشفاق معدن الاخلاق سیٹھ حاجی اسمعیل [illegible]

در مطبع گلزار حسنی بمبئی بحلیہ طبع محلی گردید

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ ونستعینہ ونستغفرہ ونعوذ باللہ من شرور انفسنا ومن سیّات اعمالنا من یھدہ اللہ فلا مضل لہ ومن یضللہ فلا ھادی لہ ونشھد ان لا الٰہ الا اللہ ونشھد ان محمدا عبدہ ورسولہ ارسلہ الی الخلق کافۃ ھادیا ومبشرا ونذیرا ھداھم وانذرھم وبشرھم تبشیرا فمنھم من القی السمع وھو شھید اھتدی وفاز فوزا عظیما ٥ ومن لم یرفع راسہ واطفاء براسہ اعرض ونای بجانبہ وضل وغوی وخسر خسرانا مبینا ٥ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وسلم تسلیما ٥

امّا بعد فقیر احقر انام عبد القادر نام امیدوار رحمتِ ربِّ منعام بخدمت خاص وعام برادران اسلام عرض پرداز ہے کہ ایک عرصہ دراز سے اس بلدہ بمبئی اور اوسکے نواحی کلیانی بھیمڑی وغیرہ مابین درباب جواز وعدم جواز تقبیل اقدام علماء وصلحاء وسادات کرام مابین اہل اسلام اختلاف شدید ونزاع جدید واقع ہے اور طرفین سے ہر ایک مدعی حقیت اور قول خصم کا مبطل ودافع تحریرات ورسائل جانبین

ہمیشہ شایع وذایع اور اوسمین ہر ایک اپنے قول کا مرجح وتابع وطابع اس مابین مین بعض خلّص احباب نے اس قلیل البضاعت سے اسباب مین سوال کیا کہ جو امر حق وصحیح محقق مذہب جمہور کے موافق اور فقہاء حنفیہ رح وشافعیہ رح کے قول کے مطابق ہو بطور قول فیصل لکھدے تا ہم اوسپر عمل کرین ونزاع وعناد اور فتنہ و فساد سے امان پاوین ہر چند باعذار گو ناگون قلت بضاعت وعدم فرصت و دیگر عوارض وموانع بوقلمون اعتذار کیا گیا۔ مگر ایک عذر بھی قبول نہ فرمایا اور تحریر جواب پر مجبور کیا ناچار مطابق تحقیق محققین وتصریح علماء دین متقدمین ومتاخرین ایک رسالہ مسمّٰی بالجواب الفاصل بین الحق والباطل درباب جواز تقبیل وعدم جواز سجدہ لغیر اللہ مع بیان فرق مابین سجدہ وتقبیل ودفع شبہات ورفع قال و قیل فقیر نے لکھدیا اور علماء وفضلا کو دکھلایا۔ انھون نے پسند کیا اور تصحیح و دستخط مزیّن فرمایا اوسکے بعد ایک رسالہ صمصام نظر فقیر سے گذرا اوسکو جو بغور دیکھا تو اغلاط لفظیہ ومعنویہ سے پر پایا ابتدا مین اوسکے ایک مختصر فتوے درباب کفر ہونے سجدہ برائے غیر خدا لگا ہے اور آخر مین اوسکے چند اشعار ضیا اور ایک عربی فتوی جس سے مفتی کی لیاقت ظاہر ہے عند العقلا اور اشعار شیرین مقال کا حال تو کیا لکھون فرمودۂ مولانا جامی قدس سرہ السامی اَلشِّعرُ اَعذَبُہٗ اَکذَبُہٗ واسطے فہم مطلب کے کافی ہے اور فتوے مختصر کا سوال وہی ہی جسکی تکذیب جماعت کثیرہ معتبرین قصبۂ کلیانی نے بشہادت وایمان غلیظہ کی ہے اور بواسطہ تشہیر محضر معلوم ہر صغیر وکبیر وبرنا وپیر ہو چکی اور قطع نظر اس شہادت سے نفس سوال کی عبارت مین غور کرنے سے بھی معلوم ہوتا ہے کہ سائل کا کلام باہم متخالف ہے

چنانچہ اوسمین پہلے زید کے حال مین لکھا ہے ماتھا ورناک اپنے پیر کے قدمون پر رکھتا ہے
بعد اسکے پیر کے قدمون کو چومتا ہے الخ اور پھر بعد چند سطر کے لکھا ہے جب اسکا نشہ
چڑھا ہوا تو انھون نے بعد ماتھا ٹیکنے کے قدمونکو چومنا بھی آغاز کیا الخ ان دونون عبارتون
مین تنافی ہے اور صدق ایک کا مستلزم ہے کذب دوسرے کا کیونکہ اگر پہلے سے
چومتا ہے اور یہہ سچ ہے تو پھر چومنا بھی آغاز کیا غلط ہے اور اگر اب چومنا آغاز کیا تو پہلے
سے چومتا ہے غلط اور مثل مشہور صادق آئی دروغ گورا حافظہ نباشد اور اسی طرح
اوس سائل کا لکھنا کہ دراصل یہ فعل بالکل ہندوون کا ہے یعنے ہندوون کی عادت
ہے کہ وہ اسی صورت سے اپنے گروون کو سجدہ کیا کرتے ہین ۱۲ باوجودیکہ اس امر کو
نفس سوال سے سوا تقبیح صورت مسؤل عنہا کے کچھ تعلق نہین فی نفسہ صحیح بھی
نہین کیونکہ افعال سابق الذکر مین سب سے بڑھکر قباحت مین سجدہ ہے اوسکے بعد
رکوع اور بقول جمہور مفسرین ثابت ہوا کہ آدم علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام
کو ملائکہ نے سجدہ کیا تھا اور امم ماضیہ مین مباح اور بجاے تحیت وسلام جاری تھا
اب ہماری شریعت مین منسوخ ہوا اور بعض مفسرین کے نزدیک ملائکہ نے انحنا
ورکوع کیا تھا اور امم ماضیہ مین تحیۃً جاری تھا پھر دراصل کے کیا معنے کیا ہندو
آدم علیہ السلام کے پہلے سے ہین جو دراصل یہہ فعل اونکا تھا پھر ملائکہ نے
اختیار کیا اور امم ماضیہ مین مشروع ہوا اسبات کا کوئی جاہل تو کیا کسی عالم
کو بھی علم نہین ہان اگر معلم الملکوت نے سائل کو اسکی خبر دی ہو تو واللہ اعلم
یہہ حال تو سوال کا ہے پھر مفتی صاحب نے اس سوال کا جواب دیا ہے وہ بھی
خلاف مذہب جمہور ہے کیونکہ جواب مین لکھا ہے سجدہ غیر خدا کو کفر ہے حالانکہ سجدہ

غیر خدا کو مطلقاً کفر نہین ہے بلکہ بروجہ عبادت کفر ہے اور بروجہ تحیت حرام کما صرح
بہ الاعلام اور فتاوی حمادیہ سے جو روایتین نقل کین ہین اونکا جواب فتوے
کلان کے رد مین آئیگا انشاء اللہ تعالے پھر آخر فتوے مین لکھا ہے پس فعل مذکور
زید کا دو وجہون سے کفر ہے یکی فعل مذکور کفر ہے الخ اسمین مصادرہ علی المطلوب
ہے کما لا یخفی۔ پھر لکھا اور اصرار بر حرام باوجود جایز سمجھنے کے اوسکے کفر ہے ۱۲ اسمین
اصرار بر حرام کا ذکر لغو ہے کیونکہ اصرار بر حرام ائمہ اہل سنت کے نزدیک کفر نہین ہے،
فقط جایز سمجھنا حرام قطعی کا واسطے کفر کے کافی ہے مگر صورت مسئول عنہا کے کفر
ہونے مین کلام ہے کیونکہ بشہادت جماعت کثیرہ معلوم ہوا کہ زید سجدۂ غیر خدا کو
جایز نہین سمجھتا ہے بلکہ قدمبوسی کو جایز سمجھتا ہے اور قدم بوسی جایز ہے پھر اگر قدمبوسی
یقیناً ثابت نہو تو بھی احتمال و شبہہ قدمبوسی کا قایم ہے والشبہۃ دارئۃ للکفر
تیسرے جو بعض روایتین مشایخ و والدین وغیرہما کو سجدہ کرنیکے جواز مین آئی ہین اگرچہ ضعیف
ہین اور غیر معمول بہا مگر تکفیر سے مانع ہین کما فی الدر المختار لا یفتی بتکفیر مسلم
امکن حمل کلامہ علی محمل حسن او کان فی کفرہ خلاف ولو کان ذلک
روایۃ ضعیفۃ کما حررہ فی البحر وعزاہ فی الاشباہ الی الصغری وفی الدرر
وغیرہما اذا کان فی المسئلۃ وجوہ توجب الکفر وواحد یمنعہ فعلی
المفتی المیل لما یمنعہ ۱۲ اور علامہ طحطاوی نے لکھا ہے والذی تحرر انہ
لا یفتی بتکفیر مسلم امکن حمل کلامہ علی محمل حسن او کان فی کفرہ
خلاف ولو روایۃ ضعیفۃ ۱۲ یہہ مختصر حال تو فتوے مختصر کا تھا اب
آیندہ فتوی کلان کا حال لکھتا ہون واللہ الموفق للصواب والیہ المرجع

والمآب اس فتوے کلان کا وہی سوال ہے جو فتوی خورد کا جسکا حال معلوم ہوا
مگر تغیر و تبدیل و محو و اثبات اور مکرمی مولوی محمد عمر الدین صاحب کے فتوے
کی بعض عبارات بعد قطع و برید اور دیگر چند کلمات بے اصل زیادہ کرکے ڑالبنا
جوڑا کیا گیا ہے مگر مطلب واحد ہے فرق اتنا ہے کہ خورد سے کلان مین کچھ زیادہ قصہ
ہے اور سگ زرد برادر شغال کا نقشہ ہے اب اس سوال کلان کے جواب کا حال جو
اختلال ہدیۂ ناظرین ہے واللہ خیر الناصرین وبہ نستعین ونعوذ من شر الحاسدین
قولہ اگر غیر خدا کو قصداً سجدہ کرے تو کافر ہوگا اور اگر قصد خدا کا سجدہ کے لئے
کرکے اوسکو یا کسیطرح کا قصد نہ کرکے سجدہ کرے تو بھی کافر ہوگا۔ ۱۲ یعنے غیر
خدا کو سجدہ اس قصد سے کرے کہ سجدہ خدا کو کرتا ہون اور تعظیم اس غیر کی یا کچھ قصد
و نیت اوسکی دل مین ہو تو بھی کافر ہوگا **اقول** یہہ محض غلط مخالف مطلب
عبارت کتاب منقولہ مجیب ہے کیونکہ عبارت منقولہ مجیب جو اعلام ابن حجر سے
بطور سند اس دعوے پر نقل کی ہے صراحۃً دال ہے کہ اگر قصد کرے سجدہ سے
مخلوق کا تو کفر ہے اور اگر قصد کرے سجدے سے اللہ کا اور تعظیم اس مخلوق کی بغیر
اسکے کہ قصد کرے ساتھ سجدہ کے مخلوق کا یا کچھ قصد ہو تو حرام ہے اور عبارت
منقولہ متعلقہ مقصود یہہ ہے فعلم من کلامهم ان السجود بين يدي الغير منه
ما هو کفر ومنه ما هو حرام غير کفر فالكفر ان يقصد السجود للمخلوق والحرام
ان يقصده لله معظما به ذلك المخلوق من غير ان يقصده به او لا يكون
له قصد ۱۲ اس عبارت کا ترجمہ حاشیہ پر جو مجیب نے لکھا ہے وہ بعینہ یہہ ہے
کفر کی صورت یہہ ہے کہ قصد امخلوق کو کرے اور حرام کی صورت یہہ ہے نیت سجدہ

سجدہ کرنے کی خدا کو ہو اور مخلوق کی تعظیم ادا کرنیکا لحاظ رکھے مخلوق کو سجدہ کرنا قصد بھو اور
دوسری صورت حرام کی یہہ ہے کہ سجدہ کرتے وقت کوئی نیت اوسکی نہو
انتھت دیکھو عبارت سند منقولہ مجیب سے بترجمہ مجیب صاف ظاہر ہے
کہ سجدہ غیر خدا کو بہ نیت خدا و بتعظیم غیر ہو یا کچھہ نیت نہو تو حرام ہے نہ کفر اور مجیب
لکھتا ہے اسطرح سجدہ کرے تو بھی کافر ہو گا اور اسیطرح عبارت حاشیہ تحفہ جو
اسپر سند لایا ہے وہ بھی اس دعوے کے خلاف ہے وہ عبارت یہہ ہے وحما
یحرم ما یفعله کثیر من الجهلة بین یدی المشایخ ولو الی القبلة او
قصد لله تعالی وفی بعض صورة ما یقتضی الکفر عافانا الله تعالیٰ
من ذلک ۱۲ اور خود حاشیہ پر اسکا ترجمہ اسطرح کیا ہے حرام ہے سجدہ جیسے
اکثر جاہل اپنے مشایخ کو سجدہ کرتے ہین اگرچہ قبلہ کیطرف ہو یا نیت خدا کی کرے اور
بعض صورت مین کفر ہے خدا تعالی بچائے اس سے ۱۲ اسمین کہان ہے کہ خدا کا
قصد کرے یا کسیطرحکا قصد نکرے تو بھی کافر ہوتا ہی **قولہ** اور محض عزم سجدہ کا غیر خدا کیلیے کرنے
سے کافر ہوتا ہے الخ **اقول** یہہ بھی مثل اول کے غلط محض اور عبارت علام
علامہ ابن حجر کی اسپر شاہد لانا از قبیل مثالب ثعالب اور پھر عبارت کتاب
جس سے مقصود کو ہر ذی علم سمجھہ سکتا ہے پوری پوری نہ نقل کرنا پھر اس عبارت
منقولہ مستشھد بہا کا ترجمہ حاشیہ پر غلط یون کرنا کہ اطلاق کفر مین گفتگو ہے اسلئے
ارادہ سجدہ کا حکم بھی سجدہ کا ہونا چاہیے ظلمات بعضہا فوق بعض ہے اب ہم
پہلے عبارت مستشھد بہا کو اوسی کتاب منقول عنہ سے یہان پر پوری پوری
نقل کرتے ہین پھر اوسکا ترجمہ صحیح مع ایضاح مطلب کر دیتے ہین تا

ناظرین با انصاف پر صاف صاف مطلب کتاب واضح اور خطا مجیب فاضح ہوجاوے پوری
پوری عبارت کتاب منقول عنہ کی یہہ ہے وانہ لو قیل لہ فلان یاکل
حلالا فقال احضرہ حتی اسجد لہ کفر ام وفی اطلاقہ الکفر ھنا
نظر اذ غایۃ العزم علی السجود لانسان انہ کالسجود لہ بالفعل وقد صرحوا
بان سجود جھلۃ الصوفیہ بین یدی مشایخھم حرام وفی بعض صورہ
مایقتضی الکفر فعلم من کلامھم ان السجود بین یدی الغیر منہ
ماھو کفر ومنہ ماھو حرام غیر کفر فالکفر ان یقصد السجود للمخلوق
والحرام ان یقصدہ للہ معظما بہ ذلک المخلوق من غیر ان یقصدہ
بہ او لایکون لہ قصد انتہی مطلب اس عبارت کا مع ترجمہ یہہ ہے کہ
علامہ ابن حجر نے ایک عالم کا یہہ قول نقل کیا کہ کوئی کسیکو کہے فلان شخص حلال
کہاتا ہے اسکے جواب مین وہ کہے اُس حلال روزی کھانے والے کو حاضر
کرو تا مین اوسکو سجدہ کرون تو کافر ہوگا اھ یہاں پر یہہ علامت قول عالم کے تمام
ہونیکی لکھکر پھر خود فرماتے ہین اسمین نظر ہے یعنے کافر ہونے مین اعتراض
ہے وہ یہہ کہ کافر نہین ہوتا ہے اسواسطے کہ قائل نے سجدہ نہین کیا ہے قصد
سجدہ کا کیا ہے اور قصد سجدہ کرنے کا واسطے کسی انسان کے غایت درجہ یہہ ہے
کہ مثل سجدہ کے ہو بالفعل اور حال یہہ ہے کہ تصریح کی علماء دین نے کہ سجدہ
کرنا جاہل صوفیون کا سامنے اپنے پیرون کے حرام ہے اور بعضے صورتین
اوسکی مقتضی کفر کی ہین پس معلوم ہوا انکے کلام سے کہ سجدہ غیر خدا کے سامنے
بعض اوسمین سے کفر ہے اور بعض حرام نہ کفر کفر کی صورت یہہ ہے کہ قصد

کرے سجدہ سے مخلوق کا اور حرام کی صورت یہہ ہے کہ قصد کرے سجدہ سے
اللہ کا اور تعظیم اُس مخلوق کی بغیر اسکے کہ اس مخلوق کو سجدہ کرنے کی نیت ہو یا ساجد
نے کوئی نیت نہ کی ہو اھ حاصل اس نظر کا یہہ ہے کہ صورت مذکورہ مین قائل نے قصد سجدہ
کا کیا ہے بالفعل سجدہ نہین کیا ہے اور بالفعل سجدہ غیر خدا کو کرنیسے بتصریح ایمہ محققین جب مطلقاً
کافر نہین ہوتا تو فقط قصد کرنے سے کسطرح کافر ہوگا چنانچہ اس مطلب کو
علامہ ابن حجر نے اُسی کتاب مذکور مین دوسرے مقام پر بوضاحت تمام لکھا ہے
عبارت انکی یہہ ہے والوجہ انہ لایکفر ایضا بهات آکل الحلال اسجد
لہ لان نفس السجود لانسان اخر لا یکون کفرا مطلقا بل فی بعض
صورہ کما صرح بہ الائمۃ ومر فی ذلک مزید بحث وتفصیل فاذا
کان ھذا فی السجود لہ بالفعل فما ظنک بالعزم علیہ علی ان ذلک
انما یراد بہ الدلالۃ علی استبعاد وجود شخص لایاکل الا الحلال
الصرف او علی تعظیمہ فلا وجہ لاطلاق الکفر بہ انتہی ۱۲
ترجمہ اور وجہ یہہ ہے کہ تحقیق وہ کافر نہوگا۔ ساتھ اس کہنے کے
بھی کہ لاؤ روزی حلال کھانے والے کو کہ سجدہ کرون مین اوسکو اسواسطے
کہ نفس سجدہ کسی دوسرے آدمی کو مطلقاً کفر نہین ہوتا ہے بلکہ بعض صورتو
مین جیساکہ تصریح کی ایمہ دین نے اور گذری اوسمین بہت بحث و تفصیل
پس جبکہ یہہ حال ہے بالفعل سجدہ کرنے انسان کا دوسرے انسان کو کہ
مطلقا کافر نہین ہوتا پھر کیا گمان ہے تیرا ساتھ قصد سجدہ کے یعنے قاصد و
عازم کیونکر کافر ہوگا علاوہ یہہ کہ اس کلام سے ارادہ کیا جاتا ہے استبعاد

ایسے شخص کا جو نہ کھاتا ہو مگر حلال صرف یا تعظیم اُس حلال کھانے والے کی
پس کوئی وجہ نہین ہی کفر کی یعنے قائل اس کلام کو کافر کہنے کے ساتھ اس کلام
کے انتھت مجیب لبیب نے بالفعل تک عبارت علامہ ابن حجر کو نقل کیا ہے
اور باقی کو جس سے مطلب عبارت اہل علم و فہم پر بخوبی ظاہر ہے چھوڑ دیا اور
اپنے جیب سے ایک بات نکالکر حاشیہ پر ترجمہ کے طور پر لکھہ دے وہ یہہ
کہ ارادہ سجدہ کا حکم بھی سجدہ کا ہونا چاہیے ۱۲ حالانکہ عبارت علامۂ موصوف سے
ظاہر ہے کہ قصد و عزم سے کافر نہین ہوتا اور اسکے کفر کی کوئی وجہ نہین ہے
۵ چہ دلاور است دزدی کہ بکف چراغ دارد۔ اب شاید مجیب یہان پر
یہہ عذر پیش کریگا کہ مین نے نقل عبارت مین تو خیانت نہین کی مگر میرے ہاتھ
سے قطع و برید البتہ سرزد ہوئی ہے بالفعل کے بعد کی عبارت جو تمنے نقل
کی ہے کاٹ کر اوپر نقل کی ہے چنانچہ لکھا ہے وقد صرحوا بان سجود ہ
جهلة الصوفية الخ اور اس سے وہ مطلب نکالا جسکا غلط ہونا تم نے
ظاہر کر دیا اور اوپر کی عبارت نیچے لکھی بالفعل تک اور اس سے عزم
سجدہ غیر اللہ کو کفر ٹھہرایا گو فی الواقع کفر نہو جیسا کہ تمنے بیان کیا الغرض
اسمین قطع و برید تو البتہ ہے مگر خیانت نقل نہین ہی فقط عبارت کو آگے پیچھے
کر دیا ہے اور فہم مطلب مین خلل ڈالدیا ہم کہتے ہین جناب آپ کو اتنی کیا
مشکل پیش آئی جو گناہ بے لذت سر پر اوٹھایا آپ تو پہلے ہی جواب
باصواب مطابق تحقیق محققین لکھ چکے تھے کہ سجدہ بطریق تحیت حرام اور
بطریق عبادت کفر اور یہہ مدعا بلا تاویل و تسویل و مکر و خداع بتصریح

ائمہ محققین فقہا و متکلمین ثابت ہے پھر بناوٹ کی کیا ضرورت اور ایسے بے اصل دعووں کی کیا حاجت ہاں بعد غور و تامل کے ایک ضرورت البتہ نظر آتی ہے جسنے آپ کو اس ورطہ مین ڈالا والعلم عند اللہ وہ یہ کہ فتوی اولی مین مفتی اول نے لکھا ہے کہ سجدہ غیر خدا کو مطلقا بلا قید عبادت کفر ہے اور اوسپر آپ کی تصحیح ہے اوسمین آپ نے لکھا ہے المجیب مصیب اور اس فتوی ثانی مین آپ لکھتے ہین سجدہ بطور عبادت کفر ہے وبینھما تناف اس تناقض و تنافی کا رفع یہی ہے کہ مطلق مقید کو ملا کر گول گول بات بنانا چاہیے اسمین دو فائدے ہون گے ایک تو رفع تناقض دوسرا مفتی اول بر وقت تصحیح اگر تنقید تقصیر کرے گا تو عرض کردون گا کہ بندہ نے آپ سے بڑھکر لکھا ہے اور تکفیر مسلم مین آپ سے میری کوشش بہت زیادہ ہے آپ نے تو فقط مطلق سجدہ کو کفر لکھا ہے مین نے تو عزم سجدہ کو بھی کفر لکھا ہے۔ بلکہ جو کسی بزرگ کے قدم چومنے کا قصد کرے اوسکو عازم سجدہ کہکر کافر بنا سکتا ہون اسمین آپ کی بڑی تائید ہے مفتی صاحب راضی بتکفیر مسلم خوش ہو کر لکھدین گے محض الحق وبحث الصواب اور عوام سے کوئی پوچھے گا تو کہدونگا وہ بھی سچ اور یہہ بھی سچ کتابون مین سب طرح لکھا ہے مین کیا کرون یہہ سب بندوبست اگر آپ نے کیا ہوگا تو خیر دنیا مین گذر جاے گی اور چھٹکارا ہو جاے گا مگر آخرت کا کیا بندوبست کیا۔ اور عند التحقیق اگرچہ مقصود ثانی ہاتھ آیا مگر تناقض مرتفع نہین ہوا کیونکہ جب عزم سجدہ کفر ہوا تو سجدہ بالفعل مطلقا کفر بدرجہ اولی ہونا چاہیے اور حضور نے اول لکھا ہے مطلقا کفر نہین ہے عبادۃً

کفر ہے اور جب سجدہ مطلقاً کفر نہین ہے تو عزم سجدہ کفر بدرجہ اولی نہونا چاہیے کما ظھر مما نقلنا عن العلامۃ ابن حجر اور حضور لکھتے ہین عزم سجدہ بھی کفر ہے ھل ھٰذا الا تناقض وقد بینا انہ غلط محض اب کافہ اہل اسلام پر واجب ہے کہ اس قول پر ہرگز اعتماد نکرین اللھم احفظنا من دجال الدجالین والکذابین اللاعبین بھواھم فی الدّین بحرمۃ سید المرسلین علیہ وعلیٰ الہ واصحابہ افضل صلوٰۃ المصلین الیٰ یوم الدّین پھر مجیب نے فتاوی حمادیہ سے چند روایتین اور دوسرے چند نقل کی ہین جنکو دعوے سے کچھ مناسبت نہین دعوے یہہ تھا کہ عزم سجدہ کفر ہے اسکا تو اون روایتون مین کہین پتا بھی نہین ہے اور اس دعوے کے پہلے جو دعوے یہہ تھا کہ خدا کا قصد کرے یا اسیطرح کا قصد نکرے تو بھی کافر ہوتا ہے اسکو یہہ روایت حمادیہ ما یفعل کثیر من الجھلۃ الخ یہی جھوٹا کرتی ہے چنانچہ خود ترجمہ مجیب سے ظاہر ہے کہ جو اکثر جاہل اپنے مشائخ کو سجدہ کرتے ہین حرام ہے یقیناً خواہ نیت خدا کو سجدہ کی ہو یا مطلق نیت سے غافل ہو ۱۲ اس سے معلوم ہوا کہ ہر دو صورت مذکورہ مین سجدہ حرام ہے کفر نہین اور جناب مجیب نے فرمایا دونون صورت مین کافر ہوتا ہے اور اما سجدۃ الشکر الخ کی روایت اور نصاب الاحتساب کی روایت منقولہ مین سجدہ کو بلا قید کفر لکھا ہے نہ منافی ہے اوس پہلے دعوی صادق کے کہ بطور تحیت حرام اور بطور عبادت کفر اور روضۃ العلما کی روایت جو حمادیہ سے نقل کی ہے نہ دعوی صادق کے مناسب ہے نہ کاذب کے کیونکہ اوسکا ترجمہ آپ نے کیا

ہی سجدہ خدا کے سوا اور کو نہین درست ہی ۱۲ اس سے نہ معلوم ہوا کہ کفر کونسا ہے اور حرام کونسا ہے اور اسمین اتبک کلام ہے نہین درست ہونے مین کلام نہین ہے اصل یہہ ہے کہ فتاوون مین ہر قسم کی روایتین صحیح سقیم قوی ضعیف جمع کیگئین ہین اِسی واسطے محققین فقہانے فرمایا روایات مکفرہ فتاوی پر فتوی نہ دینا چاہیے در مختار مین لکھا ہے۔ والالفاظ تعرف فی الفتاوی بل افردت بالتالیف مع انہ لا یفتی بالکفر بشیٔ منہا الا فیما اتفق المشایخ علیہ ۱۲ اور تحفہ مین ابن حجر نے لکھا ہے ینبغی للمفتی ان یحتاط فی التکفیر ما امکنہ لعظم خطرہ وغلبۃ عدم قصدہ سیما من العوام ومازال ایمتنا علی ذلک قدیما وحدیثا بخلاف ائمۃ الحنفیۃ فانھم توسعوا بالحکم بمکفرات کثیرۃ مع قبولہا التاویل بل مع تبادرہ منہا ثم رایت الزرکشی قال عما توسع بہ الحنفیۃ ان غالبہ فی کتب الفتاوی نقلا عن مشایخہم وکان المتورعون من متاخری الحنفیۃ ینکرون اکثرھا ویخالفونہم ویقولون ھؤلاء لا یجوز تقلیدھم لانھم غیر معروفین بالاجتہاد ولم یخرجوھا علی اصل ابی حنیفۃ لانہ خلاف عقیدتہ اذ منہا ان معنا اصلا محققا ھو الایمان ولا ترفعہ الا بیقین فلیتنبہ لھذا ولیحذر ممن یبادر الی التکفیر فی ھذہ المسائل منا ومنہم فیخاف علیہ ان یکفر لانہ کفر مسلما اہ ملخصا قال بعض المحققین منا ومنہم وھو کلام نفیس انتہی مجیب کو مابین صحیح وسقیم کچھ تمیز تو ہے نہین ناچار رطب

یا بس روایت ہاتھ آئی مثل حاطب اللیل کے لکھدی اور ہیں ورق کاف تسوید بنا کر دیا یا صحیح ہو یا غلط اب استعداد مطلب فہمی مجیب بطور مشتی نمونہ از خروارے ناظرین کے پیش نظر کیجاتی ہے روایات منقولہ فتاوی حمادیہ مین جو کفایۃ الشعبی کی تھی اوسکو مفاتیح کی طرف منسوب کیا اور جو مفاتیح کی تھی اوسکو عقیدہ امام ابی اسحاق انصاری کیطرف منسوب کیا حالانکہ عقیدہ ابی اسحق فارسی ہے نہ عربی اور اوسکی روایت بھی فتاوی حمادیہ مین بزبان فارسی منقول ہے مجیب نے شاید کسی مصلحت سے اوسکو نقل نہین کیا اب غور کرنا چاہیے کہ جسکو اتنی لیاقت نہین کہ اسامی کتب مین تمیز کرے اور ہر ایک کی روایت اوسکی طرف منسوب کرے وہ روایات سقیمہ و صحیحہ و ضعیفہ و قویہ مین تمیز کیا کریگا اور فتوی کیا لکھیگا مثل مشہور ہے قابلیت شما از قاف قابل و حای حدا معلوم شد اوسی فتاوی حمادیہ مستند مجیب مین لکھا ہے لان السجدۃ علی سبیل التحیۃ نفسہا لیست بکفر الا تری ان السجدۃ لغیر اللہ تعالی علی سبیل التحیۃ کانت مباحۃ فی الابتداء والکفر لم یبح فی زمان ۱۲ اور اسی مین ہے من الغیاثیۃ والمختار ان من سجد للسلطان علی وجہ التحیۃ لا یکفر اور اسی مین ہے من الفتاوی الصغری انہ اذا سجد للسلاطین للتحیۃ لا یکفر اور اوسیمین ہے من نصاب الفقہ واما السجدۃ لھؤلاء الجبابرۃ فھی کبیرۃ وھل یکفر قال بعضھم یکفر مطلقا وقال اکثرھم المسئلۃ علی التفصیل ان اراد بہ العبادۃ کفر وان اراد بہ التحیۃ لا یکفر ۱۲ اب مجیب پر تمیز بیان کرے کہ روایت

اطلاق جو اوسنے نقل کی ہی صحیح اور معمول بہ ہے یا جو ہمنے نقل کیے ہین جنمین
قید و تفصیل ہی یا دونون اور شقوق ثلاثہ سی اگر ثانی مختار ہی فبہا و نعم المراد کیونکہ مذہب
جمہور یہی ہی اور اگر باقی دو شق سے کسی کو اختیار کرے تو سند معتبر پیش کرے کہ
یہہ مذہب جمہور ہی پھر اوسکے بعد عبارت ردالمحتار مجمل نقل کی اوسمین فتاوی ظہیریہ سے
بواسطہ قہستانی منقول ہی ویکفر بالسجدۃ مطلقا یہہ آپکے دعوے صادق
کے کہ سجدہ بطور تحیّت حرام اور بطور عبادت کفر منافی ہے اور دعوے کاذب
کے ساتھ کچھہ تعلق نہین اور ایما رفی السلام جو زاہدی سے منقول ہی اور محیط سے
مسئلہ انحناء للسلطان اور تقبیل ارض منقول ہے ان تینون مین ابتک بحث
نہین ہی پھر ان روایتونکا یہان پر نقل کرنا لغو و بیفایدہ ہے پھر بعد اسکے سائل
مُحق علم و علماء کا قول بھیودہ نقل کیا کہ مولوی مذکور کے حضور مین مولوی صاحب
کے دکھلانے کے لیے امام مسجد نے خلیفہ جیو کے پاؤن پر بھیئت سجود سر رکھا"
اوّلا زواید سوال کا جنکو نفس مسئلہ مسئول عنہا سے کچھہ تعلق نہین تعرض کرنا
خلاف داب مفتی ہے خصوصاً جھوٹھہ پھر ایسا جھوٹھہ جو بواسطہ اشتہار بشہادت
جماعت کثیر مسلمین معتبرین معلوم ہر صغیر و کبیر و برنا و پیر ہو چکا ہو اوسکو فتوے
مین نقل کرکر اپنے قلم اور زبان کو ملوث کرنا اور اس بنا پر کلمات بھیودہ کسی عالم کی نسبت
لکھنا جس سے صاف ظاہر ہو کہ مفتی حاسد و موید کذب کاذب ہے شعار علم سے بعید
و غیر مفید کیونکہ حاسد کا قول محسود کے حقمین شرعا و عقلاً مقبول نہین ہم نے مانا
کہ کسی نے جھوٹھہ بکا جھکما را مگر تم تو عالم باشعور تھے نہ قاضی جو نپور۔ تمنے کیون
قبول فرمایا اور شریک مائدۂ بے فائدہ ہوئے بقول شخصے ریش ہم تراشید

عید ہم نشداور ثانیاً تعجب ہے کہ اس مفتی کو مجلس میں ماجرا کلیانی کا کما حقہ کسطرح
کشف ہو گیا کہ اوسنے یقینا معلوم کر لیا کہ امام نے خلیفہ جیو کے پاؤن پر سر رکھا
جسپر تکفیر و تفسیق مسلم کا فتوی دیا اور سائل اگر صادق بھی ہوتا تو بھی خبر واحد
مفید یقین نہین اور بغیر حصول یقین کے کسی مسلمان کو کافر بنانا خود کو کافر
بنانا ہے ثالثاً اگر بالفرض سائل کے ہی قول پر آپ کا اعتماد ہے اور جماعت
کثیرہ مسلمین حضار مجلس کو کاذب سمجھتے ہو باوجودیکہ وہ حسبۃً للہ بتاکید تمام
اس آیت شریفہ کو ولعنۃ اللہ علی الکاذبین پڑھ پڑھکر شہادت دیتے ہین
کہ اوسنے سر نہین رکھا اور کبھی نہین رکھتا فقط قدمبوسی کرتا ہی تو بھی احتمال تو قایم ہی کہ شاید یہہ
جماعت کثیرہ سچ کہتی ہو باوجود اس احتمال کے کسطرح تکفیر مسلم تمھارے واسطے جائز
ہو گئی حالانکہ علامہ ابن حجر اعلام مین لکھتے ہین الشبہۃ دارئۃ للکفر پھر اپنے حال
پر ذرا رحم کرنا تھا کہ من کفر مسلما فقد کفر اب آپ کا فرمانا بجا ہی چو کفر از کعبہ
برخیزد کجا ماند مسلمانی اور یہہ جو ہیئت سجود بار بار لکھکر عوام کو دہوکھا دیتے ہو سو یہہ
تو بتلاؤ کہ ہیئت سجود مین سر و پیشانی زمین پر رکھنا داخل ہی یا نہین اگر داخل ہی تو اسی
کا نام سجدہ ہی پھر ہیئت سجود کے نام سے کیا فائدہ سیدہا سیدہا کہدو کہ امام نے سجدہ
کیا پھر تماشا دیکھو کہ کیسا دندان شکن جواب ملتا ہی اور اگر داخل نہین ہی تو کسی کتاب معتبر
سے دکھلاؤ کہ اعضاء سجود یعنی پاؤن ہاتھ گھٹنے سوا پیشانی کے زمین پر رکھنے سے یا
اسطرحسے پاؤن چومنے سے مسلمان کافر ہو جاتا ہی اور ساجد لغیر اللہ کہلاتا ہی بسم اللہ یہہ
میدان اور گوی اور چوگان اگر دکھلا دو تو تمھاری بات صحیح اور مقبول ورنہ لازمہ
لازم کہ تکفیر مسلم سے توبہ کرو قولہ یعنے ایسی ہیئت دکھلاوے جس سے تعظیم پائی جاوے

اور ایسی ہیئت کیواسطے انحنا ضروری سمجھتے ہین اور بدون انحنا اسکا وقوع ہونا بےعقلی جانتے **اقول** یہ محض غلط ہے کہان ہے مفتی محسود کے کلام مین کہ ایسی ہیئت تعظیم مین انحنا ضروری ہے اور بدون انحنا کے اسکا وقوع بے عقلی ہے تا اوسپر الزام بطلان انحنا کا دیا جاوے وفیہ ما فیہ اسیجی ہان مفتی حاسد کے کلام مین اعنی یعنے لا یعنیہ مین البتہ یہہ بات ہے اس سے محسود کو کیا یہہ فی الحقیقت ابطال قول خود بقول خود ہی **قولہ** باوجودیکہ شرعاً انحنا احداً احد ممنوع و باطل ہے چنانچہ اکثر مفسرین لکھتے ہین الخ

اقول قطع نظر اس سے کہ انحنا مطلقاً ممنوع نہین ہے اکثر مفسرین نے نہین لکھا ہے کہ سجود کے معنے انحنا کے ہین یہ محض دعوی کاذب ہے اور ایک دو تفسیر ونکی عبارت نقل کرنیسے اکثریت نہین ثابت ہوتی ہان بعضیت البتہ ثابت ہوتی ہے اگر مجیب اسطرح لکھتا کہ بعض مفسرین نے لکھا ہے تو دعوی سچا ہوتا اب آنکھین کھولکر دیکھو امر صحیح واقعی پر ہم تمکو مطلع کرتے ہین تفسیر مدارک مین لکھا ہے والجمہور علی ان المامور وضع الوجہ علی الارض وکان السجود تحیۃ لادم علیہ السلام فی الصحیح اذ لو کان للہ تعالی لما امتنع عنہ ابلیس وکان سجود التحیۃ جایزا فیما مضی ثم نسخ بقولہ علیہ السلام لسلمان حین اراد ان یسجد لہ الخ اور یہہ عبارت بعینہا فتاوی حمادیہ آپکی سند مستند مین مدارک سے منقول ہے اور شیخزادہ نے حاشیہ بیضاوی مین لکھا ہے والکلام فی السجود اللغوی وان قلنا ہو الظاہر الا ان جمہور المفسرین اتفقوا علی ان السجود الذی امروا بہ کان بوضع الجبہۃ علی الارض وان ذہب البعض الی انہ کان لمجرد الایماء ولدلالۃ قولہ لسجود اخوۃ یوسف علیہ السلام فانہ کان بوضع الجباہ لقولہ تعالی فی قصۃ

قال رجل یا رسول اللہ الرجل منا یلقی اخاہ او صدیقہ اینحنی لہ قال لا قال افیلتزمہ ویقبلہ قال لا قال افیاخذ بیدہ ویصافحہ قال نعم رواہ الترمذی ... الا ان یکون برسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال اللہ تعالی وما اتاکم الرسول فخذوہ وما نہاکم عنہ فانتہوا ... صمصام

علیہ السلام وخروا لہ سجدا والخرور ہو السقوط علی الوجہ والذی علیہ اکثر العلماء ان السجود بوضع الوجہ علی الارض علی وجہ التذلل والتعظیم کان مباحا الی عصر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الخ پھر بعد نقل بعض عبارات بعض کتب فتاوی وشروح وحواشی کے مجیب لکھتا ہی الحاصل ان عبارات مرقومہ سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ انحنا ربعض لبعض حرام ہی اور مرتکب اسکا آثم ہے اقول بعد قطع نظر کے اس سے کہ اس نقل پر بدون مقابلہ با اصل منقول عنہ اعتماد نہین عبارات منقولہ مجیب سے حرمت انحنار بعض لبعض علی الاطلاق ظاہر نہین ہوتی عبارت حاشیہ جمل سے اتنا معلوم ہوتا ہے کہ انحنار جو پہلے بجاے سلام امم ماضیہ مین تحیۃً جاری تھا اور فرشتون نے آدم علیہ السلام کو تحیۃً وتعظیما کیا تھا وہ بسلام باطل ہوا یعنے بجاے انحنار تحیت کیواسطے شریعت محمدیہ مین سلام مقرر ہوا اس سے کہان معلوم ہوا کہ انحنار مطلقاً قصدی ضمنی تعظیمی غیر تعظیمی تقبیل راس کیواسطے ہو یا ہاتھ کیے یا پاؤن کے سب حرام ہی اور مرتکب آثم ہے اور عبارت تفسیر جلالین اور ثانی عبارت حاشیہ جمل سے تو اتنا ہی ثابت ہوتا ہی کہ سجود کے معنے انحنار کے ہین حلت یا حرمت یا کراہت انحنار کا تو اوسمین اصلا ذکر نہین ہے اور عالمگیری کی عبارت سے بشرط صحت نقل اگرچہ یہہ بات ثابت ہے کہ انحنار بحد رکوع کوئی کسیکو نکرے مثل سجدہ کے مگر اوسی کے آخر مین یہہ لکھا ہے ۔ ولا باس بما نقص من حد الرکوع لمن یکرم من اہل الاسلام یعنے جو انحنار حد رکوع سے کم ہو اوسکا مضایقہ نہین واسطے کسی بزرگ کے اہل اسلام سے اس سے بھی ثابت ہوا کہ انحنار مطلقاً

حد رکوع تک پہنچا ہو یا اس سے کم ہو کسی کو جایز نہین حرام ہے جیسا کہ مجیب کہتا ہے
اور فتح المعین کی عبارت مین کراہت وحرمت دونون مذکور ہین اور اعانۃ الطالبین
کی عبارت مین قید عند السلام کی لکھی ہے انمین سے کسی سے ثابت نہوا کہ انحنا
مطلقاً حرام ہے جیسا مجیب دعوی کرتا ہے اور عالمگیری کی عبارت جو باب الردۃ
سے نقل کی ہے اوسمین یہہ لکھا ہے کہ انحنا کفر نہین ہے حرمت وکراہت کا تو بالکل
اوسمین ذکر نہین ہے اور تحفہ کی عبارت سے معلوم ہوتا ہے کہ انحنا ظہر مکروہ بھی ہے حرام
بھی ہے اور قال کثیرون حرام سے مراد کثرت فی نفسہ ہے نہ اضافی تا ثابت ہو کہ
طرف ثانی کم ہے کیونکہ صاحب تحفہ نے فتاوی فقہیہ مین صاف لکھدیا والانحناء
بالظہر مکروہ والقیام لمن ذکر سنۃ ہذا مذہبنا اگر حرمت کیطرف اکثر
ہوتے تو ہذا مذہبنا نہ کہتے کیونکہ جسطرف جمہور واکثر ہوتے ہین وہی مذہب ہوتا ہے
اور علامہ فاضل المعی شیخ محمد بن سلیمان حسب اللہ مکی شافعیؒ نے حاشیہ مناسک
حج کبیر مین تحریر فرمایا ہے کہ معتمد قول یہی ہے کہ انحنا مکروہ ہے اگرچہ حد رکوع تک پہنچ جاوے
اور قول بحرمت انحنا غیر معتمد ہے عبارت عربی اونکی یہہ ہے ومثل الالصاق و
مابعدہ فی الکراہۃ الانحناء وان بلغ حد الرکوع واقبح منہ تقبیل الارض
مالم یقصد بالرکوع مثلاً تعظیماً کتعظیم اللہ تعالی والاحرم بل ربما کان
کفرا وہذا ہو المعتمد خلافاً لمن اطلق حرمۃ تقبیل الارض والانحناء
اذا بلغ حد الرکوع انتہی موضع الحاجۃ اور عبارت فتوی نووی سے کراہت
انحنا راس یعنے سر جھکانا ظاہر ہوتی ہے نہ حرمت اور واسطے صالح اور عالم و
شریف کے مندوبیت مگر شاید مجیب قبول نکرے کیونکہ اوسنے ترجمہ مین

وبنید ب ذلك کے جو عبارت منقولہ تحفہ مین واقع ہی لکھا ہی اور مندوب ہے اہل علم
صلاح و شرف کے ہاتھ کو بوسہ دینا حالانکہ معنے اوسکے یہہ ہین کہ مندوب ہی اہل علم و
صلاح و شرف کے واسطے سر جھکانا اور سر اور ہاتھ اور پاون کو بوسہ دینا چنانچہ
محشی تحفہ لکھتا ہے دخل فیہ تقبیل الرجل وھوکذلك اھ سم یعنے اس مندوبیت
مین پانوُن کو بوسہ دینا بھی داخل ہی اور وہ ایسا ہی ہی یعنے مندوب ہی اور حاشیہ
تحفہ کی عبارت سے بھی کراہت انحنا ظہر ظاہر ہوتی ہی الغرض عبارات منقولہ مرقومے
سے ہرگز صاف ظاہر نہین کہ انحنا بعض لبعض علی الاطلاق حرام ہی جب ادعو
مجیب کا یہہ حال تو اون روایتون کا ہی جو مجیب نے بجسب مطلب خود نقل کی
ہین اب ہم چند روائتین مخالف مطلب مجیب حاسد یہان پر نقل کرتے ہین تا معلوم
ہو کہ مسئلہ انحنا ما بین الفقہا مختلف فیھا ہی کما حققنا فی الجواب الفاصل
بین الحق والباطل عالمگیری مین لکھا ہی تجوز الخدمۃ لغیر اللہ بالقیام
واخذ الیدین والانحناء ولا یجوز السجود الا للہ انتہی اور فتاوی
حمادیہ مین فوائد الدرایہ شرح الھدایہ سے منقول ہی یجوز الخدمۃ لغیر اللہ
تعالیٰ بالقیام واخذ الیدین والانحناء ولا یجوز السجود بالاجماع انتہے
اور شیخ حسب اللہ مکی شافعی حاشیہ مناسک حج مین لکھتے ہین ونقل بن علان
عن الرملی واقرہ عدم کراھۃ الانحناء وتقبیل الاعتاب عند قصد
التبرك والتعظیم ای لا کتعظیم اللہ اخذا مما تقدم ویکالقبر الشریف
فی جمیع ذلك مشاھد الانبیاء والاولیاء انتہی ترجمہ جایز ہے خدمت
غیر اللہ ساتھ کھڑے رہنے اور دونون ہاتھ پکڑنے اور انحنا کے اور نہین

جایز ہے سجدہ سوا اللہ کے اور کسیکو اور نقل کیا ابن علان نے رملی سے اور مقرر اور مسلم رکھا کہ مکروہ نہین ہے انحنار اور چومنا چوکھٹون کا وقت قصد تبرک اور تعظیم کے جو نہو مثل تعظیم اللہ کے جیسا پہلے معلوم ہوا اور مثل قبر شریف انحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بیچ تمام مذکور کے مشاہد تمام انبیار اور اولیا مین انتہی اور احیار العلوم مین حجۃ الاسلام نے لکھا ہے فاما تقبیل الید والانحناء فی الخدمۃ فھو معصیۃ الا عند الخوف او لامام عادل او لعالم او لمن یستحق ذلک بامر دینی قبل ابی عبیدۃ ابن الجراح رضی اللہ عنہ ید علی کرم اللہ لما ان لقیہ بالشام فلم ینکر علیہ انتھی ترجمہ لیکن چومنا ہاتھ کا اور انحنار خدمت مین پس وہ معصیت ہے مگر وقت خوف کے یا واسطے امام عادل کے یا واسطے عالم کے یا جو مستحق ہو اوسکا بسبب کسی امر دینی کے ابو عبیدۃ ابن الجراح نے چوما ہاتھ علی کرم اللہ وجہہ کا جب ملاقات کی اونسے شام مین پس نہ انکار کیا انپر حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے اور بوارق محمدیہ لرجم الشیاطین النجدیہ مین جناب مولانا فضل رسول صاحب قدس سرہ درباب انحنار و بوسہ قبر و طواف قبر تحریر فرماتے ہین و کراہت این اشیار مختلف فیہ بین الفقہا و ہمچو امور باعث نکیر و تفریق بر مرتکبین ہم نمیتواند شد چہ جای تکفیر چرا کہ بسیاری از اکابر تصریح بجواز آن کردہ اند گو نزد جماعتی رجحان بجانب عدم استحسان است و فقیر ہم ہمین مسلک سالک است انتہی۔ ترجمہ کراہت ان چیزونکی مابین فقہا مختلف فیہ ہے ایسے امور مختلف فیہا باعث انکار و تفریق کے کرنے والون پر بھی نہین ہوسکتے ہین تکفیر کی کیا جای ہے اسواسطے کہ بہت سے اکابر نے ساتھ جواز ان چیزون کے

تصریح کی ہو گو ایک جماعت کے نزدیک رجحان عدم استحسان کو ہو اور رفقیر کا بھی یہی مسلک ہے انتہت اور صاحب فصل الخطاب لکھتے ہین کہ اس ملک ہندوستان مین ترک انحنا منجر بطرف حرام ہے اور جو منجر بطرف حرام ہو وہ حرام ہے عبارت انکی یہہ ہو بالجملہ انحنا بگردن بود یا بہ پشت مکروہ است و ترک انحنا اگرچہ سنت است ولیکن درین دیار ہندوستان چون سبب ایذا مسلمانان بود منجر بہمیہ و غیبت بلکہ بمنازعت و خصومت میگردد مردم بجز انحنا چارہ ندارند بموجب حدیث شریف خالق الناس باخلاقھم پیش ہمسران با نحنا گردن و پیش بزرگان با نحنا پشت وادار تسلیم پیش می آیند زیرا کہ ترک انحنا سنت بود و ایذا مسلم حرام و کل ما یجر الی الحرام حرام از قواعد شریعت است کما فی حکم القیام انتھے **قولہ** اور بدون انحناء کے بوسہ پاؤن کا غیر ممکن سمجھکے الخ **اقول** مفتی صاحب کو غلط بولنے کی عادت ہو گئی ہی ہمنے پہلے کہدیا کہ مفتی محسود غیر ممکن نہین سمجھتا ہے بلکہ مفتی حاسد پھر اسی غلط کو بار بار ذکر کرنے سے کیا فائدہ مگر آدمی اپنی جبلت سے ناچار ہو۔ نیش گزدم نہ از پی کین است ؂ مقتضای طبیعتش این است۔ اگر مفتی حاسد سچا ہے تو دکھلاوے کہ مفتی محسود کے فتوے مین کہان پر لکھا ہو کہ بدون انحنا رکے پاؤن کا بوسہ لینا غیر ممکن ہے والا غلط بولنے سے شرماوے اب اس تکرار قضیہ کاذبہ مین جو امر مد نظر مفتی ہے وہ یہہ ہو کہ پہلے باعادۂ تکرار قضیہ کاذبہ ذہن نشین ناواقفین کر دیا کہ قدمبوسی کا بغیر انحنا کے غیر ممکن ہونا مسلمات خصم سے ہی پھر ادہر ادہر کی روایتین جنکا ذکر کیا گیا نقل کر کر یہہ بھی اونکے کان مین ڈالدیا کہ انحنا مطلقاً

حرام ہی جسکا نتیجہ یہ ہوا کہ قدمبوسی حرام ہی کیونکہ انحنا کو حرمت لازم ہی اور قدمبوسی کو انحنا لازم ہے
تو قدمبوسی کو حرمت لازم ہوئی لان لازم اللازم لازم اور جو فعل مستلزم حرمت ہو وہ بھی حرام ہی
تو پھر معلوم ہوا کہ قدمبوسی حرام ہی اور الزام تمام مگر مجیب خاطر جمع رکھی کہ اس چالاکی سی بعض عوام کم فہم اگرچہ
دام مین آجاوینگے مگر اہل علم وفہم کے سامنے ہرگز پیش نہین جاویگی کیونکہ خصم کے نزدیک
دونون مقدمہ دلیل کے غیر مسلم مین پہلا مقدمہ تو جھوٹھا ہی اور نسبت اوسکے خصم کی
طرف غلط ہے معلوم ہوجکا اور دوسرا مقدمہ بھی غلط ہی کیونکہ انحنا مطلقا حرام
نہین ہی کما مر اب اگر مجیب سچا ہی تو دو امر مین سی ایک کو ثابت کریں یا تو یہ ثابت کرے کہ ہر انحنا حرام
ہے بالاتفاق اور یا ثابت کرے کہ یہہ قدمبوسی جو زمین پر بیٹھکر ہاتھ پاؤن ٹیک کر بغیر
ناک و پیشانی لگانے کے ہو وہ حرام بالاتفاق ہی قرآن یا حدیث سے یا اجماع سے یا
بقول ایمہ دین وسلف صالحین نقل صحیح از کتب معتبرہ مشہورہ مقبولہ **قولہ** مفتی
مذکور السوال نے جو بے ادبانہ کلام کیا ہی اور لکھا ہی الخ **اقول** مفتی مذکور نے
کہان بے ادبانہ کلام کیا ہی بعضے بے ادبون کی حکایت نقل کی ہی اور نقل کفر
کفر نباشد عبارت فتویٰ یہہ ہے جیسا کہ بعض نادان کہتے ہین کہ سر بزرگ کا زمین پر
رہے اور دونون پاؤن اونکے لیکر کھڑے کھڑے چومنا چاہیئے تا انحنا نہو اس بیعقل
کو اتنا خیال نہین کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے قدم مبارک صحابہ کرام نے اس
ہیئت بے تعظیمی کے ساتھ چومے ہونگے والعیاذ باللہ انتہی اب ناظرین منصفین
نظر کرین کہ مفتی نے بے ادبانہ کلام کیا ہے یا کسی بے ادب کا کلام نقل کیا ہی اور
اوسکی سرزنش کی ہی اور ایسے کلام کرنے سے خدا کے پاس پناہ بھی مانگی ہی یہہ کمال
ادب مفتی پر دال ہی مگر حاسد کی آنکھ پر حسد کا پردہ پڑا ہوا ہی اوسکو محاسن محسود

بھی قبایح نظر آتے ہین محسود اسمین ناچار ہے **شعر** گر نہ بیند بروز شپرہ چشم چشمۂ آفتاب راچہ گناہ **قولہ** ہوسکتا ہے کہ جناب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کسی موضع بلند پر الخ **اقول** ایسے احتمالات جو ناشی بے دلیل ہون قابل اعتبار نہین خصوصا بے علم کم فہم کے احتمالات واہیہ جسکو عبارت عربی مین اتنا سلیقہ نہین کہ عبارت منقولہ کو منقول عنہ کیطرف صحیح صحیح منسوب کرے بدرجہ اولی معتبر نہین اب اگر سچا ہے تو ایک ہے احتمال کو احتمالات مذکورہ تراشیدہ اوہام باطلہ سے بقول ایک ہی عالم معتبر قابل الحجۃ ثابت کرے کہ فلان عالم مقبول نے یہہ احتمال فلان کتاب معتبر مین لکھا ہے والا خامہ فرسائی اور ہرزہ درائی سے کچھ کام نہین نکلتا ہے با اینہمہ اس احتمال بے دلیل کو جو واسطے احتراز کے انحنا رسے وقت قدمبوسی کے کیا گیا ہے روایت مواہب لدنیہ نے بیخ و بن سے اوکھاڑ کر پھینکدیا اور وہ یہہ ہے ولما انصرف صلی اللہ علیہ وسلم عن اہل الطایف مر فی طریقہ بعتبۃ وشیبۃ ابنی ربیعۃ وہما فی حایط لہما فلما رأیا ما لقی تحرکت لہ رحمہما فبعثا لہ مع عداس النصرانی غلامہما قطف عنب فلما وضع صلی اللہ علیہ وسلم یدہ فی القطف قال بسم اللہ ثم اکل فنظر عداس الی وجہہ ثم قال واللہ ان ہذا الکلام ما یقول اہل ہذہ البلدۃ فقال لہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من ای البلاد انت وما دینک قال نصرانی من نینوی فقال صلی اللہ علیہ وسلم من قریۃ الرجل الصالح یونس بن متی فقال وما یدریک قال ذاک اخی وہو نبی مثلی فاکب عداس علی یدیہ وراسہ و

رجلیہ یقبلہا واسلم انتھی اور شیخ عبدالحق قدس سرہ اس روایت کے آخر ترجمہ
مین لکھتے ہین پس عداس بر دست و پای مبارک بر روی افتاد و بوس کرد و مسلمان شد
یعنے حضرت عداس آنحضرتؐ کے ہاتھ اور پاؤں پر اوندھے مونھ گر پڑے اور بوسہ دیا
اور مسلمان ہوئے" اور اسی طرح خصوصیت کا دعوی بلا دلیل قبول نہین لان
الخصوصیات لا تثبت بلا دلیل اور اگر یہہ مراد ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ
وسلم کے قدم مبارک چومنے کی دولت خاص صحابۂ کرام رضؓ کو میسر ہوئی تو مسلم ہے مگر
ثبوت جواز مین اس سے کچھ ضرر نہین اور استدلال ائمۂ دین میں جنھوں نے فعل صحابہؓ
سے جواز تقبیل اقدام صالحین علی العموم ثابت کیا ہے کچھ خلل نہین قال العلامۃ
العینی بعد سوق الاحادیث المجوزۃ فعلم من مجموع ما ذکرنا اباحۃ
تقبیل الید والرجل والراس والکشح الخ **قولہ** دیکھیے مفتی مذکور نے الی قولہ
ضرورت نہین **اقول** یہہ ہذیانات و خرافات مطلب سے بیگانہ شان علماء
سے بعید منشا اسکا سواء وقاحت کے اور کیا کہنا چاہئے اگر مفتی محسود کیطرف سے کہا جاوے
کہ تم نے بھی ایک ہیرجی کی رعایت سے ایسا دین و حیا کو چھوڑ دیا رشتۂ تہذیب
کو توڑ دیا کہ فعل مسنون پر حکم کفر و شرک کا دیا جماعت مسلمین مین تفرقہ ڈالا ہر ایک
کو ایک دوسرے کی تکفیر و تفسیق پر دلیر کیا تو ہو سکتا ہے مگر ایسی باتین خدا نصیب کو
نصیب کرے **قولہ** دیگر یہہ کہ اختراع جو لکھا یہہ محض مفتی صاحب کی اختراع
ہے کیونکہ تقبیل بہیئت مخصوصہ مذکورہ کے لا یجوز لکھنے والے کو مخترع سمجھہ کے
لکھتے ہین کہ دین امانت الہی سے ہے الخ **اقول** مفتی صاحب تم کو اردو عبارت سمجھنے
کا شعور نہین پھر عربی عبارت کا سمجھنا تو معلوم ہم تمکو سمجھاتے ہین اگر عقل ہے تو

سمجھہ لو مفتی محمود کے فتوے کا جو سوال ہے اوسمین عمرو سائل نے ظاہر کیا ہی کہ ہم نے
تسلیم کیا کہ قدمبوسی شرعاً جایز بلکہ مستحب ہے تو پھر مجیب کو نفس قدم بوسی کے جواز و عدم
جواز و کراہت و عدم کراہت سے بحث کرنے کی ضرورت نہ رہی اسی واسطے جواب
مین نفس قدمبوسی کا حکم نہین بیان کیا ہان ہیئت قدمبوسی سے سوال کیا ہی اُسکا
جواب یہہ دیا کہ کوئی ہیئت خاصہ قدمبوسی کیواسطے شرعاً ثابت نہین ہے اور دین امانت
الٰہی ہے اسمین محض اپنی عقل سے کسی امر کا اختراع خیانت ہے ہرگز جایز نہین
یعنے مین اگر اپنی رائے سے کوئی ہیئتِ خاصہ نئی بنا کر سائل کو بتاؤن تو خیانت ہے
اس سے کہان سے سمجھا جاتا ہے کہ تقبیل بہیئت مخصوصہ مذکورہ کے لایجوز لکھنے والے کو
مخترع سمجھ کے لکھتے ہین الخ لایجوز لکھنے والے کا تو ذکر بھی نہین ہے اور ہیئتِ مذکورہ
کا تو ابتک جواب بھی مجیب نے نہین دیا ہی پھر اسکے بعد جواب دیگا اور سوال ہیئت
خاصہ مجوزہ سے ہی اختراع اوسمین ہونا چاہئے لایجوز لکھنے والے نے کسی صورت
کا اختراع نہین کیا تا اوسکو مخترع کہا جاوے اونے تو ایک صورت خاصہ مسئول
عنہا کو لایجوز کہا ہے اوسکا جواب اثبات جواز ہے نہ اختراع الغرض یہہ سب اتہام
ہے یا غلط فہمی و تغلیط عوام پھر اوسکا معارضہ بقول خود باوجودیکہ تقبیل مطلق الخ
کرنا صحیح نہین ہان اگر مجیب محمود یون کہتا کہ تقبیل مطلق عند الکل جایز ہے تو البتہ
تمہارا کہنا بطور معارضہ صحیح ہوتا کہ تقبیل مطلق عند بعض العلما ناجایز ہی مگر مجیب نے تو تقبیل کا کچھ
جواب ہی نہین دیا اور نہ اوسپر جواب دینا واجب تہا کما ذکرنا اب اگر آپ یون کہین کہ ہیئت خاصہ عند بعض العلماء
المعتبرین قدمبوسی کے واسطے ثابت ہے تو البتہ معارضہ صحیح ہوگا مگر دعوی بلا دلیل
مسموع نہین پھر مجیب حاسد لکھتا ہے بس جو بے دلیل لکھا ہی بے دلیل کسطرح ہوا

یہہ عجب بات ہی جسکا سر نہ پائون دلیل مطلوب ہے ہیئت خاصہ جایزہ پر اور پیش کرتا ہے روایت کراہت تقبیل مطلق وہی مثل ہے سوال از آسمان جواب از ریسمان تسپر یہہ روایت کراہت تقبیل عند البعض مثبت ہیئت خاصہ مجوزہ بھی نہین تا کچھہ فائدہ مجیب کو ہوتا ہان علی الاطلاق جمیع ہیأت متصورہ تقبیل راس دید و رجل وغیرہ کی کراہت پر التزاماً دال ہی اسمین وہ ہیئت مجوزہ تراشیدہ واہیہ مجیب جیسمین انحنا و انخفاض ہو وہ بھی داخل ہی مجیب کو چاہئے تھا کہ بموجب اس روایت کے جمیع انواع تقبیل پر علی الاطلاق جس ہیئت پر ہو حرمت کا فتوی دیتا کیونکہ کراہت کے معنی اوسکے نزدیک حرمت کے ہین اور سب جھگڑے سے چھوٹ جاتا گو جمہور کے خلاف ہوتا مولوی عبد الحی صاحب غایۃ المقال مین لکھتے ہین وذکر جمہور ائمتنا الحنفیۃ انہ لا باس بتقبیل ید العالم للتبرک والسلطان العادل لا لغیرهما ان لم یقصد تعظیم اسلامہ وکذا لا باس بتقبیل الرجل الرجل علی وجہ البر والمودۃ انتہی **قولہ** جناب امام ابو حنیفہ ومحمد رحمہما اللہ تعالی کے نزدیک مطلق تقبیل حرام ہے چنانچہ ہدایہ مین الخ **اقول** مجیب نے شاید سچ بولنے سے قسم کھائی ہی جو روایت نقل کی ہے اوسمین تقبیل مطلقاً سر ہاتھہ پاؤن کو مکروہ لکھا ہے یہہ عوام کو دھوکھا دینے کو لکھتا ہے مطلق تقبیل حرام ہے اگر سچ لکھدیتا کہ تقبیل مطلقاً مکروہ ہے یا مکروہ تحریمی ہے تو کیا حرج تھا اب روایت کراہت کا حال جو ہدایہ مین سے مجیب نے نقل کی ہے سن لینا چاہیئے اور معلوم کرلینا چاہئے کہ مفتی مثل حاطب اللیل کے جو رطب و یابس پاتا ہے بلا تحقیق و تفتیش قلم سے گھسیٹتا چلا جاتا ہے اور تحقیق نصیب دشمنان وہ تحقیق ہی کہ امام اعظم ابو حنیفہ

رحمہ اللہ کے نزدیک تقبیل علی وجہ الشہوۃ مکروہ ہے نہ علی وجہ البر والکرامۃ اور تقبیل علی
وجہ البر والکرامۃ بالاتفاق جائز ہے چنانچہ درمختار مین لکھاہے وکرہ تحریما قہستانی
تقبیل الرجل فم الرجل او یدہ او شیئا منہ وکذا تقبیل المرأۃ المرأۃ
عند لقاء او وداع قنیہ وھذا لو عن شھوۃ واما علی وجہ البر
فجائز عند الکل خانیہ وفی الاختیار عن بعضھم لاباس بہ اذا
قصد البر وامن الشھوۃ کتقبیل وجہ فقیہ ونحوہ وکذا
معانقتہ فی ازار واحد وقال ابو یوسف لاباس بالتقبیل والمعانقہ
فی ازار واحد ولو کان علیہ قمیص او جبۃ جاز بلا کراھۃ بالاجماع
وصححہ فی الھدایۃ وعلیہ المتون وفی الحقایق لو القبلۃ علی وجہ
المبرۃ دون الشھوۃ جاز بالاجماع انتھی جب ثابت ہوا کہ چومنا بطور برو
کرامت بالاتفاق جائز ہے تو پھر اسکا ذکر کرنا کہ فتوی متون پر ہے اور فتوی عبادات
مین امام اعظم رحمہ اللہ کے قول پر ہے لغو و بیفایدہ ہے کما لایخفی علی الفطن
اسی طرح یہہ کہنا مجیب کا کہ بہرحال بقول امام اعظم و محمد رحمہما اللہ تعالی حرام
ثابت ہوا لغو اور بالاتفاق حلال ثابت ہوا **قولہ** اسیطرح مالک کے نزدیک
بھی لایجوز ہے چنانچہ کتاب المدخل الخ **اقول** باوجودیکہ قول ایک مذہب کے
امام کا دوسرے مذہب والے پر حجت نہین انکار امام مالک رحمہ اللہ محمول ہے
فخر وتکبر پر علامہ قسطلانی لکھتے ہین حملوا انکار مالک لہ علی ما اذا کان
علی وجہ التکبر فان کان لزھد وصلاح او علم او شرف فجائز
بل مستحب انتھی یعنے انکار امام مالک کا تقبیل سے علماء کے نزدیک

محمول اس تقبیل پر ہے جو بوجہ تکبر ہو پس اگر ہے واسطے زہد و صلاح اور علم یا شرف کے تو جایز بلکہ مستحب ہے اور علامہ تلمسانی مالکی فتح المتعال مین لکھتے ہین وقد عن لی ان اشیر الی بعض ما قیل فی تقبیل الاشیاء المعظمۃ فاقول مذہب کثیر من العلماء وخصوصًا المالکیۃ الکراھۃ فی غیر ما ورد بہ الشرع کتقبیل الحجر الاسود ولذا قال بعض الایمۃ عند تکلمہ علی تقبیل الحجر الاسود وقول عمر رضی اللّٰہ عنہ انی اعلم انک حجر لا تضر ولا تنفع ولولا انی رایت رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم یقبلک ما قبلتک ما نصہ وفیہ کراھۃ تقبیل ما لم یرد الشرع بتقبیلہ من الاحجار وغیرھا انتھی قید ما لم یرد الشرع بتقبیلہ سے معلوم ہوا کہ ید و رجل کا چومنا اکثر مالکیہ کے نزدیک جایز ہے کیونکہ مما ورد بہ الشرع مین سے ہے تیسرا اس استدلال مین جو بعض علمانے بقول حضرت عمر رضی اللّٰہ عنہ کراہت پر کیا ہے کلام ہے مولوی عبد الحی صاحب نے غایۃ المقال مین بعد نقل عبارت مذکورہ فتح المتعال بالاختصار و سوق سند حدیث حضرت عمر و ابی بکر رضی اللّٰہ عنہما لکہا ہے فقول عمر لولا انی رایت رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وعلی الہ وسلم یقبلک ما قبلتک وکذا قول ابی بکر لو صحت روایتہ یدل علی عدم مشروعیۃ تقبیل ما لم یرد بہ تقبیلہ عن صاحب الشرع لا علی کراھتہ فانہ لا یلزم من عدم التقبیل کراھتہ لاحتمال ان یکون مباحًا انتھی اور علامہ ابن حجر نے فتاوی مین انکار امام مالک رحمہ اللّٰہ نقل کر کے فرمایا والحق انہ سنۃ حق یہ ہے کہ

ہاتھ کا چومنا سنت ہے چنانچہ لکھتے ہین وانکر مالك تقبيل اليد وما ورد فيه والحق انہ سنة لما رواه الترمذي الخ اسکے بعد احادیث مجوزہ تقبیل ید ورجل کو نقل کیا من شاء فليرجع اليها **قوله** اور اس روایت معتبر سے یہہ بھی ظاہر ہوا کہ جو شخص ارادہ رکھے اور پسند کرے اس بات کو الخ **اقول** اس سے یہان کیا فائدہ متنازع فیہ نفس تقبیل ہے نہ پسند کرنا والفرق بينهما ظاہر **قوله** الغرض ایسے امر کو بلا دلیل کہنا نہایت شوخی اور بیباکی ہے اختراع جب ثابت ہوتا کہ مخالفت مین اسکی کوئی نظیر ہوتی اور کسی کا قول لا يجوز ہوتا **اقول** مجیب عجب شوخ چشم بے باک ہے مجیب محمود نفی کرتا ہی ہیئت خاصہ کی دلیل کی جسکا سوال سائل نے کیا ہے اور کہتا ہے کوئی ہیئت مخصوصہ واسطے تقبیل کے شرعاً پائی نہین جاتی اپنے طرف سے کسی ہیئت کے ساتھ تقبیل کو خاص کرنا اختراع ہے چاہیے تھا کہ کوئی دلیل اگرچہ ایک ہی روایت معتبرہ ہو پیش کرتا جس سے ثابت ہوتا کہ اس ہیئت خاصہ کے سوا اور کسی ہیئت پر پاؤن چومنا جایز نہین پھر جو کہنا تھا کہتا یہہ تو نصیب ہوا ادہر ادہر کی روایتین مطلب سے بیگانہ بلا تحقیق وتفتیش کما ذکرنا پیش کر کے زبان درازی شروع کردی ولا عجب فان الانسان اذا عجز طوّل اللسان **قوله** بلکہ قطع نظر تقبیل بھیئت مخصوصہ متنازعہ فیہا اس طرح کی تقبیل کہ ہر وقت عند الملاقات کرنے مین اور ایسے اگرچہ بلا اختیار خضوع ہووے بحکم مذہب شافعی مکروہ ہے اور خاص قادم من السفر کے لیے مسنون ہے چنانچہ **اقول** روایات مستشهد بہا مین اختیار اور عدم اختیار اور ہر وقت کا کچھ ذکر نہین یہہ فقط مجیب کا حاشیہ ہے اور خصوصیت

کی قید حاشیہ پر حاشیہ ہے تحفہ کی عبارت سے مسنونیت تقبیل و معانقہ واسطے قادم کے ثابت ہوتی ہے اس سے یہہ نہین لازم آتا کہ غیر قادم کے تقبیل کسی وجہ سے جایز نہین مکروہ ہے کیونکہ عدم مسنونیت مستلزم عدم جواز نہین تسیر عدم الذکر لایستلزم عدم الشئ وکذا ذکر الشئ لایستلزم نفی الحکم عن غیرہ علی الاطلاق طرفہ یہہ کہ خود فتاوی ابن حجر سے مسنونیت تقبیل راس وید ورجل عالم وصالح وغیرہما کو بلا قید قدوم از سفر آیندہ نقل کیا ہے اور یہان کہتا ہے کہ خاص قادم من السفر کے لئے مسنون ہے اور حاشیہ تحفہ مین جو کراہت تقبیل و معانقہ غیر قادم منقول ہو تنزیہی ہے کیونکہ محشی تحفہ ناقل ہے روقص مع الشرح سے اور وہ ناقل ہے اذکار سے اور اذکار مین مکروہ تنزیہی لکہا ہے اور یہہ عبارت جو اذکار سے منقول ہو مختصر ہے ہم پوری عبارت اذکار کی آپ کو نقل کرکے دکہلاتے ہین تا آپ کی تشفی کما ینبغی ہو جاوے قال النووی فی الاذکار واما المعانقۃ وتقبیل الوجہ لغیر الطفل ولغیر القادم من سفر ونحوہ فمکروھان نص علی کراھتہما ابو محمد البغوی وغیرہ من اصحابنا ویدل علی الکراھۃ ما روینا فی کتابی الترمذی و ابن ماجۃ عن انس رضی اللہ عنہ قال قال رجل یا رسول اللہ الرجل منا یلقی اخاہ او صدیقہ اینحنی لہ قال لا قال افیلتزمہ ویقبلہ قال لا قال افیأخذ بیدہ ویصافحہ قال نعم قال الترمذی حدیث حسن قلت و ھذا الذی ذکرناہ فی التقبیل والمعانقۃ وانہ لا باس بہ عند القدوم من سفر ونحوہ ومکروہ کراھۃ تنزیہ فی غیرہ ھو فی غیر الامرد الحسن الوجہ

واما الامرد الحسن الوجہ فیحرم بکل حال تقبیلہ سواء قدم من سفر ام لا والظاھر ان معانقتہ کتقبیلہ او قریبۃ من تقبیلہ ولا فرق فی ھذا بین ان یکون المقبل والمقبل رجلین صالحین او فاسقین او احدھما صالحا فالجمیع سواء انتھی موضع الحاجۃ اس عبارت اذکار سے اہل علم وفہم پر بخوبی ظاہر ہے کہ کراہت تقبیل وجہ و معانقہ غیر قادم و نحوہ تنزیہی ہے اور علامہ طیبی نے بھی شرح مشکاۃ مین تصریح کی کہ یہہ کراہت تنزیہی ہی چنانچہ فرمایا المعانقۃ وتقبیل الوجہ لغیر القادم من السفر ونحوہ مکروھان صرح بہ البغوی وغیرہ للحدیث الصحیح فی النھی عنہما کراھۃ تنزیہا انتھی اور کراہت تنزیہی بتصریح علما بمعنے خلاف اولے منافی جواز نہین کما لا یخفی علی الحافظ لکلام الفقہاء اور تعمیم مابین صالح وفاسق بنظر تقبیل وجہ و معانقہ ہو نہ مطلقا والا کلام امام نووی مین تناقض لازم آتا ہے کیونکہ انھون نے اسکے پہلے کی فصل مین لکھا ہے اذا اراد تقبیل ید غیرہ ان کان ذلک لزھدہ وصلاحہ او علمہ وصیانتہ او نحو ذلک من الامور الدینیۃ لم یکرہ بل یستحب انتھی اس سے صراحۃ معلوم ہوا کہ چومنا ہاتھ زاہد صالح ونحوہ کا مستحب ہے وحسب قول مجیب مکروہ وبینہما تناف لا یخفی اور عبارت محشی تحفہ سے ثابت ہوتا ہے کہ تعمیم بہ نسبت تقبیل وجہ قادم ہے چنانچہ وہ لکھتا ہے قولہ تقبیل قادم ای وجہہ صالحا ام لا ام اسنی ۱۲ مطلب اسکا یہہ ہے کہ سفر سے آنیوالا خواہ صالح ہو خواہ غیر صالح اوسکا منہ چومنا سنت ہے اور قید وجہ سے جو عبارت

اذکار امام نووی اور محشی تحفہ مین موجود ہے بطریق مفہوم مفہوم ہوتا ہے کہ تقبیل غیر وجہ غیر قادم مکروہ تنزیہی بھی نہین اور مفہوم مخالف نزدیک ائمہ شافعیہ کے معتبر ہے کما فی الاصول عبارت اذکار یہہ ہے لاباس بتقبیل وجہ المیت الصالح للتبرک ولا تقبیل الرجل وجہ صاحبہ اذا قدم من سفر ونحوہ ۱۲ اور نحوہ کیطرف اگر خیال کیا جاوے تو یہہ ظاہر ہوتا ہے کہ غائب اگر غیر حد سفر سے آوے تو اوسکا بھی مونھ چومنا اور معانقہ کرنا مکروہ نہین بلکہ جایز و مسنون ہے معہذا فصل اول مین استحباب تقبیل ید زاہد و صالح و عالم وغیرہم کا اثبات اُن احادیث کے ساتھ کیا ہے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ اور پانوٗن مبارک چومنے مین وارد ہین جنمین مجیب باجتہاد خود زاعم خصوصیت اور لزوم تجہیل ائمہ دین سے بیباک ہے اون احادیث مستدل بہا مین ذکر قادم سفر نہین ہے اسی واسطے امام نووی نے اہل صلاح و علم وغیرہما کا ہاتھ چومنا مطلقا مستحب لکھا بغیر قید قدوم سفر کے اور فصل ثانی مین واسطے جواز تقبیل وجہ قادم کے حدیث زید بن حارثہ کو جو سفر سے آئے تھے اور آپ نے اونسے معانقہ کیا تھا اور اونکا بوسہ لیا تھا نقل کیا ہے اور واسطے کراہت غیر قادم کے حدیث انس رض عنہ کو ذکر کیا ہے وقد نقلناہ ان دونون فصل کی حدیثون سے اور امام نووی کے استدلال سے یہہ ثابت ہوا کہ اہل زہد و صلاح و علم و شرف ونحوہم اور قادم سفر ونحوہ مستثنی اہین حدیث دال علی الکراہتہ سے بشہادت احادیث دیگر منقولہ امام نووی معارضہٗ حدیث دال علی الکراہتہ مجیب بے سمجھہ کہتا ہے تقبیل کے واسطے قدوم از سفر شرط ہے اور بے قدوم از سفر تقبیل مطلقاً مکروہ ہے اور

مصداق فرمودہ خود خود بنتا ہے شعر گر ہمین مکتب است و این ملا ہ کار طفلان تمام خواہد شد۔ علاوہ برین علمار حنفیہ رحمہم اللہ کے نزدیک قدوم من السفر شرط نہین ہے واسطے معانقہ کے بلکہ مطلقاً جائز ہے حدیقہ شرح طریقہ مین لکھا ہے والقدوم من السفر لیس بشرط فی المعانقۃ الا تری ان اباذر رضی اللہ عنہ قال بعث الیّ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ذات یوم ولم اکن فی اھلی فجئت فاخبرت انہ ارسل فاتیتہ و ھو علی سریرہ فالتزمنی ذکرہ فی الترغیب والالتزام الاعتناق کذا فی الصحاح انتھی اب اور ذرا بغور ملاحظہ فرمائیے بحسب فہم رسا آپ کے اگر تقبیل مطلقاً واسطے غیر قادم کے مکروہ ہے اور ہر تقبیل کے واسطے قدوم از سفر شرط ہے تو امام نووی نے واسطے زہد و صلاح و نحوہما کے ایک فصل علیحدہ کیون منعقد کی اور کیون لکھا مستحب ہے تقبیل ید مذکورین مطلقاً بلا قید قدوم اور کیون نہ کہا اذا قدموا من السفر اور کیون تطویل لاطائل کو اختیار کیا ویکرہ لغیر القادم من السفر مطلقا کہدینا کافی تھا پھر تقبیل سر و ہاتھ و پاؤن صاحب ولایت جیسے قاضی اور مرجوا الخیر والشر کو بھی مندوب لکھا ہے آپ کے نزدیک یہہ لوگ بھی جب سفر سے آوین تو ہاتھ وغیرہ انکا چومنا چاہئیے یا مطلقاً اگر قید سفر ان مین بھی ہے تو قید ولایت اور رجاء خیر و خوف شر ضائع ہے کیونکہ تقبیل قادم بغیر ان قیود کے جائز ہے بلکہ سنت ہے اور اگر مطلقاً جائز ہے تو پھر تمھارا کہنا قدوم شرط ہے اور تقبیل غیر قادم مطلقاً مکروہ ہے صریح غلط و دعوی بے دلیل اسی طرح حال علم و شرف و ولادت وغیرہ کا ہے قال العلامۃ

الرملي الشافعي فی النهاية وحنى الظهر مكروه وكذا بالراس
وتقبيل نحو راس اويد اورجل كذالك ويندوب ذلك لنحو
علم او صلاح او شرف او ولادة او نسب او ولاية مصحوبة
بصيانة قال ابن عبد السلام اولمن يرجى خيره او يخاف شره
ولو كافرا خشى منه ضررا لا يحتمل عادة ويكون على جهة البر
والاكرام لا الرياء والاعظام ؎ شاید جناب مجیب بحسب مذہب خودیہان
بھی کہدینگے کہ جسکے شر کا بالفعل خوف ہو جب وہ سفر سے آوے تو اوسکے ہاتھ
کا چومنا درست ہے ورنہ مکروہ اسی طرح مرجو الخیر کے جو بحسب تفسیر محشی
تحفہ مراد استادومعلم ہے ہاتھ بغیر قدوم از سفر بحسب مذہب مجیب کبھی
وقت نہ چومنا چاہئے غالباً مجیب اپنے اساتذہ کے ساتھ یہی معاملہ رکھتا ہوگا
اور بخوف وقوع در کراہت کبھی ہاتھ نہ چومتا ہوگا اور اسارت ادب کا تو خیال
نہوگا گو خلاف فرمان اہل ایقان و عرفان ہو شعر بے ادب تنہا نہ خود را داشت
بد بلکہ آتش در ہمہ آفاق زد - اور عبارت فتاوی فقہیہ سے اہل علم پر صاف
ظاہر ہے کہ مصافحہ واسطے قادم کے سنت ہے اور اسی طرح سنت ہے چومنا
ہاتھ اور پاؤں اور سر عالم اور صالح اور ذی شرف ونسب اور اونکے مثل کا
الخ اسمین کہان سے سمجھا گیا کہ قدوم از سفر واسطے تقبیل ید و رجل و راس عالم
وصالح وامثالہا کے شرط ہے بلا قدوم از سفر کبھی جائز نہین بلکہ مسنونیت
مصافحہ قادم سے واسطے غیر قادم کے عدم جواز مصافحہ بھی نہین ثابت ہوتا
کیونکہ عدم مسنونیت مستلزم عدم جواز نہین اور امام نووی نے اذکار مین

صاف لکھدیا کہ مصافحہ ہر ملاقات کیواسطے سنت ہے مطلقاً قال فیہ فصل
فی المصافحۃ اعلم انہا سنۃ مجمع علیہا عند التلاقی پھر بعد ذکر
احادیث مصافحہ کے لکھا ہے واعلم ان ہذہ المصافحۃ مستحبۃ عند
کل لقاء واما ما اعتادہ الناس من المصافحۃ بعد صلاۃ الصبح
والعصر فلا اصل لہ فی الشرع علی ہذا الوجہ ولکن لاباس بہ
فان اصل المصافحۃ سنۃ وکونہم حافظوا علیہا فی بعض الاحوال
وفرطوا فیہا فی کثیر من الاحوال او اکثرہا لا یخرج ذلک البعض
عن کونہ من المصافحۃ التی ورد الشرع باصلہا انتہی یہہ حال
تو مصافحہ کا ہے جو بقید قادم فتوی ابن حجر مین مرقوم ہے اور تقبیل مین تو اصلا
ذکر قادم نہین ہے اور معلوم رہے کہ اس قادم سے قادم از سفر مراد نہین بلکہ
ہر آنے والا جیسا کہ انکی عبارت آیندہ سے ظاہر ہے اور وہ یہہ ہے المصافحۃ
المعتادۃ بعد الصلوۃ بدعۃ الا لقادم لم یجتمع بمن صافحہ
قبل الصلوۃ یعنے مصافحہ کرنے کی جو عادت ہے بعد نماز کے یہہ بدعت
ہے مگر جو شخص نماز کے واسطے آیا ہو اور جسکے ساتھ مصافحہ بعد نماز کے کیا
اوس سے نماز کے پہلے نہ ملا ہو تو اوسکے واسطے بدعت نہین ہے ۱۲ اب ہم فتاوی
ابن حجر کی عبارت مع سوال وجواب بعینہا یہان پر نقل کرتے ہین اور پھر اوسکے
معنے ومطلب کو بیان کردیتے ہین تا ناظرین پر مجیب کی خوش فہمی واستعداد
علمی بخوبی ظاہر ہوجاوے سئل ما حکم المصافحۃ وتقبیل الید
والرجل والراس والانحناء بالظہر والقیام فاجاب بقولہ

المصافحۃ للقادم سنۃ وکذا تقبیل ما ذکر من نحو عالم وصالح و شریف نسب والانحناء بالظھر مکروہ والقیام لمن ذکر سنۃ ھذا مذھبنا انتھی موضع الحاجۃ اسکے ترجمہ مین مجیب لکھتا ہے مصافحہ کرنا اوسکے ساتھ جو سفر سے آیا ہو سنت ہے اور اسی طرح بوسہ دینا عالم وصالح و شریف نسب کو اور پشت خم کرنا مکروہ ہے اور قیام کرنا ان مذکورین کے لئے سنت ہے یہہ ہمارا مذہب ہے ۱۲ اسمین معنی قادم کے سفر سے آنے والے کے لکھے ہین یہہ انکی خوش فہمی ہے ہمنے پہلے لکھدیا کہ معنے اسکے مطلق آنے والے کے ہین سفر سے ہو یا غیر سفر سے جیساکہ ابن حجر کی عبارت آیندہ مذکورہ سے ظاہر ہے اور امام نووی کے فرمانے سے کہ مصافحہ ہر ملاقات کے واسطے مستحب ہے بھی یہی ظاہر ہے اور بوسہ دینا عالم وصالح وشریف نسب کو لکھا ہے اور ما ذکر کے معنے چھوڑدیے معنے اسکے یہہ ہین کہ وہ جو سائل کے سوال مین ذکر کیا گیا ہے ہاتھ اور پاؤن اور سر کا ان سب کا چومنا اگر عالم وصالح وشریف ہو تو سنت ہے مجیب نے ترجمہ مین صراحۃ لفظ سنت نہین لکھا اور ترجمہ اس ڈہب سے کیا کہ عوام دہوکہا کھاوین اور سمجھین کہ تقبیل ہاتھ اور پاؤن اور سر بھی مکروہ ہے اور تحقیق اس کلام ابن حجر کی یہہ ہے کہ کذا مین کاف تشبیہ کا ہے اور ذا اسم اشارہ ہے اور مشار الیہ مصافحہ ہے جو مشبہ بہ ہے اور مشبہ تقبیل ما ذکر ہے اور وجہ شبہ حکم ہے اور وہ مسنونیت ہے مطلب یہہ ہوا کہ تقبیل ما ذکر یعنے چومنا ہاتھ پاؤن سر عالم ومثلہ کا مثل مصافحہ کے ہے سنت ہو نہین یعنے دونون سنت ہین

قولہ پس مفتی مذکور کی خیانت دیکھئے کہ تقبیل کو بہر حال ہر کیفیت مین ہیئت

کیساتھ جائز رکھتا ہے اور جو ہئیات کہ مستلزم حرام یا کفر ہین اونکو مستثنی نہین کرتا ہے الی آخر ہفواتہ **اقول** مفتی حاسد ہیئت کے معنے نہین سمجھتا ہے بہر حال کا لفظ اپنی طرف سے بڑہاتا ہے تسپر تماشا یہہ کہ غیر کو خائن کہتا ہے مثل مشہور ہے اولٹا چور کوتوال کو ڈانٹے بھلے آدمی ہیت کے معنے لغۃً شکل کے ہین اور اصطلاحًا ہو الشکل الحاصل للجسم باحاطۃ حد او حدود پھر بعد قطع نظر تحقیق سابق سے اگر مجیب کا یہ قول تسلیم کیا جاوے کہ تقبیل غیر قادم مطلقًا مکروہ ہے تو اوسکو اثبات ہیئت خاصہ مین کیا دخل ہے کیا کرہ کا مضلع ہو گیا یا مضلع کا کرہ اور قیام کا قعود اور قعود کا قیام بن گیا ہیئت مین اب تک وہی کلام مجیب محسود صحیح سالم باقی ہے کوئی خاص ہیئت واسطے قدمبوسی کے ثابت نہین ہوئی جس سے سائل سوال کرتا ہے ایک روایت ضعیفہ مرجوحہ مردودہ تو پیش کرنا تھا جس سے معلوم ہوتا کہ اس ہیئت خاصہ کے سوا سب ہیئات قدمبوسی مکروہ یا محرمہ ہین مکفرہ تو در کنار سوا اس غلط کے جو آئندہ لکھا ہے کہ وہین رکھنے سے بھی بقول امام اعظم ابی حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ سجدہ صادق آتا ہے چلو ہمارا تمھارا اسی پر فیصلہ ثابت کردو کسی کتاب معتبر سے کہ وجہ کے معنے دہن کے ہین جو عبارت ہے اوس جائے خاص سے جسکے ابتدا ہونٹھون سے ہے اور داخل اسکے زبان و دانت وغیرہ مین اب بتلائے کہ کونسی ہیئت محرمہ یا مکفرہ آپکی ہے جسکو مجیب محسود نے مستثنی نہین کیا اور قادم من السفر کا جواب تو دندان شکن بتحقیق تمام ہم آپکو دے چکے سب سے بڑہکر مذمت مین سجدہ ہے وہ بھی غیر خدا کو مطلقًا کفر نہین ہے بطور عبادت کفر ہے اور وہ بغیر نیت

زمین پر رکھنے کے متحقق نہین ہوتا ہے اور تقبیل کو پیشانی رکھنے کے کچھ ضرورت نہین بلکہ پیشانی رکھنا تقبیل نہین ہے اسکو تقبیل کہنا غلط ہے تقبیل بجز ہونٹھون کے ہو ہی نہین سکتی پھر جو پیشانی غیر خدا کے واسطے زمین پر رکھیگا وہ ساجد ہے غیر خدا کو بحسب نیت کافر ہو یا فاسق اوسکو تقبیل سے کیا علاقہ جسکے سبب سے مجیب حاسد مسلمانون کو کافر بناتا ہے اور مسلمانون کو تقبیل کا نام سجدہ رکھکر دہوکھا دینا اور وبال اپنی گردن پر لینا اسپر علاوہ **قولہ** اور مفتی صاحب کا کلام باہم متنافی و متناقض ہے اسلئے کہ فرماتے ہین کہ قدمبوسی کسی شرط واحد کے ساتھ مخصوص نہین ہے اور ہر ہیئت سے درست ہے جس ہیئت سے چاہے چومے اور اسمین یہہ ہیئت کذائیہ بھی شامل ہے الخ **اقول** اس بیڈہنگی عبارت کا قدمبوسی سے لیکر آخر تک مجیب محمود کے جواب مین بعینہا کہین وجود نہین مجیب نے ادہر اودہر سے چنکر خود بنائی ہے اور مجیب محمود کیطرف غلط نسبت کردی کہ وہ فرماتے ہین ہان مجیب محمود نے اپنے جواب مین یون لکھا ہے جو امر شارع سے علی الاطلاق ثابت ہوا اور کسی ہیئت اور کیفیت کے ساتھ مخصوص یا کسی شرط کے ساتھ مشروط و محدود نہین آیا اوسکو مکلف جسطرح اداکریگا جائز واقع ہوگا انتہی اسمین کہان ہے کہ قدمبوسی کسی شرط واحد کے ساتھ مخصوص نہین ہے اور اسمین یہہ ہیئت کذائیہ بھی شامل ہے اور آیندہ بعد نقل عبارت ہدایۃ النجدین لکھا ہے اسمین یہہ ہیئت کذائیہ مسئول عنہا بھی داخل ہے مجیب حاسد نے داخل کا شامل بنایا اور عبارت کو بیڈہنگا کیا حاصل مطلب عبارت مجیب محمود کا یہہ ہے کہ جو امر مشروع مخصوص بھیئت یا مشروط بشرط و محدود

بحد ثابت ہوا وسمین رعایت امور مذکورہ ضرور ہے اور جو نصین اوسمین نہین یہہ
کب شامل ہے سجدہ اور ہیئت غیر تعظیمی کو کیا سجدہ اور ہیئت غیر تعظیمی امر مشروع
ہے تا اوسکو شامل ہو اور ہیئت کذائیہ مسئول عنہا فرد تقبیل ہے اور تقبیل امر مشروع
ہے اسواسطے اوس مطلق مین داخل ہے پھر اپنی گڑہی ہوئی عبارت کا بھی
خیال نہین رکھتا اوسمین پہلے ہی لفظ قدمبوسی موجود ہے کیا سجدہ فرد قدمبوسی
ہے اور وہ اسکی نوع ہے تا اوسکو شامل ہو قد ذکرنا الفرق بینھما فتذکر
عوام کے بہکانیکے واسطے کہدیا مفتی صاحب کا کلام باہم متنافی ومتناقض
ہے متنافی متناقض کے معنی بھی معلوم ہین یا فقط کسی سے سُن لیا اور لکھدیا
اگر معنے معلوم ہوتے تو ایسا نہین لکھتا پھر لکھتا ہے اور اس سے یہہ بھی پایا جاتا
ہے کہ جو نسبت سجدہ غیر تعظیمی کی طرف وہابیہ کے کی ہے وہ مولوی صاحب کی
طرف بھی الی آخر الخرافات **اقول** سجدہ غیر تعظیمی کے کب نسبت وہابیہ
کیطرف کی ہے ہیئت قدمبوسی غیر تعظیمی کی نسبت وہابیہ کیطرف کی ہو تسپر سجدہ غیر
تعظیمی فی نفسہا صحیح بھی نہین کیونکہ سجدہ بر مذہب جمہور دو قسم پر ہے ایک سجدہ
تحیت جس سے تعظیم کتعظیم اللہ مقصود نہو دوسرا سجدہ عبادت جس سے
مقصود تعظیم کتعظیم اللہ ہو اول غیر اللہ کو حرام اور ثانی کفر اب بتاؤ سجدۂ غیر
تعظیمی کونسا ہے **قولہ** اور عموم مطلق کے اثبات مین جو دلیل لائے ہین
کہ اعرابی نے قدم مبارک رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم چوما اور آپ نے کوئی
ہیئت خاصہ کے ساتھ چومنے کے لئے اوسکو نہین فرمایا اس سے تقبیل مطلق
ثابت ہوتی ہے ہم لکھتے ہین کیا ایک ہیئت مخصوصہ ان ہیأت سے ہوگی کہ

جنکو ہم جایز سمجھتے ہین یہہ کہانسے ثابت ہوا کہ وہی ہیئت ہوگی جسکو ہم ممنوع کہلاتے ہین الی
آخر الہذیانات **اقول** فقط آپ کے احتمال سے مطلق کسطرح محتمل القید ہوجایگا
اور قابل استدلال نرہیگا کیا ایمہ دین فقہا و محدثین متقدمین و متاخرین سے کسی کو
یہہ احتمال نگذرا کہ مطلق کو مقید کرتے اور ہیئت خاصہ کو بیان فرماتے اور مطلق تقبیل
کو جایز نرکھتے اگر کسی نے ایمہ دین سے یہہ احتمال لکھا ہے اور تقبیل کو کسی ہیئت خاصہ
کے ساتھ مخصوص کہا ہے تو بسم اللہ لاؤ پیش کرو ہمنے تو پہلے کہدیا کہ اگر ایک روایت
ضعیفہ مرجوحہ مردودہ کسی کتاب معتبر سے پیش کرو جس سے یہہ معلوم ہو کہ تقبیل کیواسطے
یہہ ہیئت خاصہ جایز ہے اور باقی ہیئات محرمہ ممنوعہ تو ہم تمھاری بات قبول کرلینگے اب
ہم تمکو علی سبیل الترقی کہتے ہین کہ اگر ہیئت خاصہ تم کو کہین نہین ملتی تو تم کسی کتاب
کتب معتبرہ حنفیہ یا شافعیہ سے دکھلاؤ کہ فلان کتاب مین لکھا ہے کہ اس مطلق متنازع
فیہ مین احتمال قید ہے اسواسطے قابل استدلال نہین یا محمول علی بعض الافراد ہے
اگر ایسا ثابت کردوگے تب بھی ہم تمھاری بات مان لینگے اور اگر دونو امر سے ایک کا
بھی تمسے اثبات نہوسکے تو انصاف یہی کہ ہماری بات قبول کرلو اور عناد چھوڑ دو
قولہ اور مکروہ بمعنی تحریم جو ہمنے لکھا ہے وہ بموجب حکم کتب فقہیہ ہے **اقول**
جب ہمنے بتحقیق فقہار محققین ثابت کردیا کہ بوسہ لینا بوجہ شہوت مکروہ اور بوجہ
کرامت جایز بالاتفاق تو پھر کراہت تنزیہی ہو یا تحریمی بلکہ حرام قطعی ہو تو ہمکو کیا
مضر ہے مضر اوسکو ہے جو مطلق تقبیل کو حرام بھی کہے اور بعض افراد مخصوصہ ہیئت
خاصہ کو جایز بھی کہے رہا انحنار جسمین مخبیث سمجھا تا ہے سو جبتک مطلق انحنار یا انحنار
عند التقبیل کی کراہت بلا اختلاف بنقل معتبر ثابت نکرے تب تک بحث کراہت

تحریمی و تنزیہی اوسکی نسبت لا یعنے ہے اب اظہار بعض اغلاط مجیب اور تحقیق مسئلہ کراہت یہان پر ضروری ہی مسئلہ کراہت مختلف فیہا ہی مجیب نے ایک طرف کی روایت مین اپنی مرضی کے موافق نقل کین اور طرف ثانی سے سکوت کیا اور یہہ بھی نہین ذکر کیا کہ یہہ مذہب کسکا ہی اور مختار و محقق مذہب کسکا ہی اسکا نام فقاہت نہین ہے ورق گردانی اور نقل روایات بے تحقیق مطلب و معانی ادنی طالب علم بھی کر سکتا ہے اور در مختار سے جو مجیب حاسد نے نقل کیا ہے کل مکروہ ای کراھۃ تحریم حرام ای کالحرام فی العقوبۃ بالنار اسمین یہہ خیانت کی ہے کہ عند محمد کا لفظ چھوڑ دیا تا ناظرین کو گمان ہو کہ یہہ حکم یعنے عقوبت بالنار کراہت تحریمی کا اتفاقی ہے اور آیندہ صاحب در مختار نے مذہب شیخین کو صحیح و مختار لکھا ہے اوسکو بھی نقل نہین کیا ہم پوری عبارت در مختار کی یہان پر نقل کر دیتے ہین قال فیہ کل مکروہ ای کراھۃ تحریم حرام ای کالحرام فی العقوبۃ بالنار عند محمد واما المکروہ کراھۃ تنزیہ فالی الحل اقرب اتفاقا وعندھما وھو الصحیح المختار ومثلہ البدعۃ والشبھۃ الی الحرام اقرب فالمکروہ تحریما نسبتہ الی الحرام کنسبۃ الواجب الی الفرض فیثبت بما ثبت بہ الواجب یعنی بظنی الثبوت ویاثم بارتکابہ کما یاثم بترک الواجب و مثلہ السنۃ الموکدۃ وفی الزیلعی فی بحث حرمۃ الخیل القریب من الحرام ما تعلق بہ محذور دون استحقاق العقوبۃ بالنار بل العتاب کترک السنۃ الموکدۃ الخ اور علامہ شامی رد المحتار مین لکھتے ہین **قولہ** فی الزیلعی الخ بیان للمراد من الاثم فی قولہ یاثم بارتکابہ الخ وما فی الزیلعی موافق

لمافی التلویح حیث قال معنے القرب الی الحرمۃ انہ یتعلق بہ محذور دون
استحقاق العقوبۃ بالنار الخ حاصل اسکا یہہ ہے کہ مکروہ تحریمی مثل حرام کے ہی
عذاب نار مین نزدیک امام محمد رحمہ اللہ کے فقط اور صحیح و مختار مذہب امام ابو حنیفہ
اور ابو یوسف رحمہما اللہ کا ہے وہ یہہ ہے کہ مکروہ تحریمی حرام سے اقرب ہے یعنی مرتکب
اوسکا مستحق عذاب نہین ہے مستحق عتاب ہے اس تحقیق سے یہہ معلوم ہوا کہ مجیب
جو ہر جگہہ مکروہ کا ترجمہ ساتھ حرام کے کرتا ہے خلاف مذہب صحیح و مختار ہے **قولہ** اور مفتی (۲)
صاحب مذکور حدیث دعونی ما ترکتکم الخ لکھکے اسباب مین علما دین سے سوال
کرنے کو لا یجوز سمجھکے مانع ہوئے ہین اور موجب شدت و مشقت تصور کئے ہین وحالانکہ
یہہ امر انبیاء علیہم السلام سے سوال کرنے سے تعلق رکھتا ہے **اقول** مجیب مسعود نے اس دعوے پر کہ جو
امر شارع سے مطلق ثابت ہو اوسکو جسطرح مکلف ادا کریگا جایز واقع ہوگا دو سندین
پیش کین ایک قاعدہ اصول المطلق یجری علی اطلاقہ جیسے رقبہ کفارہ قرآن مجید
مین مطلق وارد ہے کافرہ ہو یا مومنہ تو جس غلام کو کافر ہو یا مومن مکلف کفارہ
یمین مین آزاد کریگا کفارہ نزد ایمہ حنیفۃ ادا ہوگا کیونکہ ہر ایک فرد مطلق ہے دوسری
عبارت ہدایۃ النجدین اور دونون سندون کو موئید کیا ساتھ حدیث صحیح کی وجہ تائید
یہہ ہے کہ جب حدیث صحیح سے ثابت ہوا کہ شارع شریعت علیہ الصلوۃ والسلام
نے مطلق کی تفصیل طلب کرنیسے منع کیا بقرینہ بقرہ کہ مطلق تھی اور بنی اسرائیل
نے تفصیل طلب کی کما ذکرہ اللہ تعالے فی کلامہ المجید اور امتثال کا بھی امر کیا
جیساکہ مستفاد ہے فاتو منہ ما استطعتم سے تو معلوم ہوا کہ جس فرد مطلق
کو بندہ مکلف ادا کریگا امتثال حاصل ہوجایگا اور اوس بندہ سے عدم امتثال

کا مواخذہ نہوگا والالزم التکلیف بالمحال چنانچہ بنی اسرائیل اگر بغیر طلب تفصیل کے کوئی فرد بقرہ مطلقہ کے مطابق امرالٰہی کے ذبح کرتے تو وہ بھی ممتثل امرالٰہی ہوجاتے اور یہہ بعینہ حاصل قاعدہ اصول ہے تو گویا یہہ حدیث شریف ماخذ قاعدۂ اصول ہوئی اور قاعدہ مطابق حدیث کے ہوا فحصل التائید والمنقول من ہذا تیر البحرین تفصیل للقاعدۃ فتأیدبہ ایضاً کما ہو ظاہر علی الفطن وان خفی علی الغبی اور باقی مضمون حدیث تبعاً واستطراداً مذکور ہے اصل مقصود سے اوسکو کچھ تعلق نہیں اصل مقصود اتنا ہی ہے جو ہم نے بیان کیا اور علماء اصول نے جو درباب اثبات قاعدہ مذکورہ لکھا ہی وہ بھی مؤید ہے ہمارے اس بیان کا قال فی التوضیح ولنا قولہ تعالیٰ لاتسئلوا عن اشیاء ان تبد لکم تسؤکم فہذہ الآیۃ تدل علی ان المطلق یجری علی اطلاقہ فلا یحمل علی المقید لان التقیید یوجب التغلیظ والمساءۃ کما فی بقرۃ بنی اسرائیل وقال ابن عباسؓ ابہموا ما ابہم اللہ تعالیٰ واتبعوا ما بین اللہ ای اترکوہ علی ابہامہ والمطلق منبھم بالنسبۃ الی المقید المعین فلا یحمل علیہ وعامۃ الصحابۃ ما قید وامہات النساء بالدخول الوارد فی الربائب ولان اعمال الدلیلین واجب ما امکن فیعمل بکل واحد فی مورده الا ان لا یمکن وہو عند اتحاد الحادثۃ والحکم الخ

اب ہمارے اس بیان سے اگر آپ کی تسکین خاطر مضطر نہو تو اس حدیث کا ترجمہ جو شاہ عبدالحق محدث دہلوی قدس سرہ نے کیا ہے بغور نظر ملاحظہ فرمایئے انشاء اللہ

آپ کی تسکین ہوجائے گی ذرو فی ما ترکتکم یعنی گفت آنحضرت بگذارید

مراد وپرسید از من کہ چنداست وچون است کہ ما دامیکہ ترک دہم شمارا و بیان نکنم
کہ چنداست وچون است یعنے ہرچہ من گویم بکنید اگر مطلق حکم کنم بے قید بعد وے
عمل باطلاق آن کنید واگر بیان کنم کہ چندین بار کنید ہمچنان چند بار کنید زیرا کہ مر ابرائے
بیان شرایع ورسانیدن احکام فرستادہ اند ہرچہ ہست من خود بیان خواہم کرد و
حاجت بسوال شما ندارد انتہی جب یہہ سب آپ کے ذہن نشین ہوگیا تو جان لو کہ یہہ
کہنا تمھارا کہ سوال کرنے کو لا یجوز سمجھے اور موجب شدّت ومشقت تصور کئے
ہین سب غلط اور ساری بحث تمھاری لا یعنے اور تطویل لا طائل اور سوال اور
عدم سوال اور محرم وغیر محرم اور واجب وغیر واجب کا ذکر بیفائدہ منشا راسکا کم
فہمی اور جو عبارت قسطلانی سے نقل کی ہے واسطے اثبات حرمت سوال از انبیا اور
جواز از علما رباعث اسکا بھی کم فہمی ہے اہل الذکرین انبیا بھی داخل ہین والا تنافی
متحقق نہین ہونے کی کیونکہ عدم سوال متعلق انبیا کے ساتھ ہے جیسا کہ خود مجیب نے
ذکر کیا ہے اور جواب جو تنافی کا شارح نے دیا ہے اُس سے یہہ ثابت ہوتا ہے کہ متعبدبہ
سے سوال کرنا جایز ہے تو پھر جواب بھی متعبدبہ کے ساتھ دیا جائیگا متعبدبہ اگر مطلق
شارع سے ثابت ہوا تو مطلق اور اگر مقید ثابت ہوا تو مقید اگر کسی نے اہل ذکر سے
اسکو مقید نہین کیا تو آجکل کے اہل ذکر جنکا وظیفہ مجرد نقل ہے کہان سے مقید کرینگے
بلکہ تقئید نص مطلق بالرائے اگرچہ مجتہد سے ہو باطل ہے قال العلامۃ الحلبی
نقلا عن الکشف لان تعدیۃ القید وان سلمت لا یصلح لابطال
الاطلاق لان الرای لا یصلح مبطلا للنص بوجہ ۱۲ اور غیر متعبدبہ کا
جواب جب نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے نہ دیا ہو تو دوسرے اہل ذکر کیا جواب

دینگے آپ سے اگر کوئی حقیقت روح پوچھے تو زاد اوسپر جو قرآن مجید مین ہے آپ کیا
جواب شرعاً دینگے حالانکہ قرآن مجید مین حقیقت روح کا بیان نہین ہے آخر یہی کہو گے
حقیقت روح بلسان شرع ثابت نہین اس سے سوال کرنا عبث ہے **قولہ** اور اس حدیث
شریف کو الی قولہ اور کہان ہے حدیث شریف مین امر شارع علیہ الصلوٰۃ والسلام
کا متحقق ہوا اوسمین اطلاق **اقول** غالباً مفتی صاحب واذا امرتکم مین امر کو صیغہ
امر مصطلح مین منحصر سمجھین ہین والاحدیث شریف سے اذن تقبیل رجل تو ثابت ہے
اور لفظ اذن لہ صراحۃً اوسمین موجود ہے اگر امر صیغہ امر مین منحصر ہے تو وما
امر الساعۃ الا کلمح بالبصر وافوض امری الی اللہ والامر یومئذ للہ
وما امر فرعون برشید واتی امر اللہ ان اللہ یامر بالعدل والاحسان
وغیر ذلک کے کیا معنے ہین یہہ حیلہ واسطے ابطال وعدم امتثال اوامر ونواہی شرعیہ
کے جو بصیغہ امر نہ ثابت ہون مفتی صاحب نے بہت اچھا نکالا ہے حرمت علیکم
المیتۃ والدم الآیۃ اور للہ علی الناس حج البیت الآیۃ اور الطلاق مرتان
الآیۃ اور فلا تحل لہ حتی تنکح زوجا غیرہ وما اشبہ ذلک جسمین
صیغہ امر یا نہی نہو بحسب زعم مجیب اوسکا امتثال واجب نہین کیونکہ اوامر ونواہی کا
ثبوت اوسکے نزدیک منحصر ہے صیغہ مصطلحہ مین اس سے بڑھکر اور دین مین کیا خرابی
ہوگی کیون نہو جب مسلک وہابیہ اختیار کیا گیا تو اتنی بھی تاثیر نہو کہ اکثر احکام شرعیہ
کے استیصال وابطال کی بنیاد ڈالی جاوے بھلے آدمی اگر امر کے معنے حکم کے جو
عبارت ہے اسناد امر الی آخرہ سے عام انشاء واخبار سے لئے جاوین اور معنی امرتکم
کے حکمت علیکم ہو وین یا قول کے جیسا شاہ عبد الحق قدس سرہ نے ترجمہ مین

گذرا ہر چہ من گویم بلبند اگر مطلق حکم کنم از کئے جاوین تو مذہب وہابیہ مین کیا رخنہ پڑجائیگا
جسکے واسطے کمر ہمت اتنی مضبوط باندہی گئی اور تحقیق اطلاق کو موقوف صیغہ امر پر
جاننا بھی ثمرہ آپکے تبحر علمی کا ہے والا اطلاق وتقیید کیواسطے صیغہ امر کی کچھ ضرورت
نہین اب فرماے مسلمانون کوا ولٹا آپ سمجھاتے ہین اور مغالطہ دیتے ہین یا مجیب
محسود **قولہ** اور قوانین اصول سے ظاہر ہے الی قولہ فتامل **اقول** فرض کیا کہ آپ
مفتی الثقلین ہین اور حافظ قوانین اصول ہین مگر جب تک نقل صحیح کسی معتمد
قابل سند سے درباب تقیید متنازع فیہ پیش نہ کروگے تب تک تیسیر و تشدید
کا راگ ہزار گایا کرو ہرگز مسموع نہین آپ کونسے مرتبہ پر مراتب فقہا رسے ہین جو
مطلق کو مقید و مبہم کو مفسر مجمل کو مفصل بنا لینگے حاطب اللیل جسکو شمال و یمین
غث و سمین مین تمیز نہو تقیید مطلق و اطلاق مقید ہرگز اپنی راے سے نہین کرسکتا
سوا نقل کے چارہ نہین ہان نقل پیش کرے اور پھر اوسکو مؤید بقوانین اصول
کرے تو مضایقہ نہین معہذا بتصریح علما اصول نفس تقیید مطلق موجب تغلیظ و تشدید
و مسارت ہے علامۂ تفتازانی ماتحت قول شارح لان المقید
یوجب التغلیط والمساءۃ کما فی بقرۃ بنی اسرائیل لکھتے ہین فان
قلت الآیۃ انما تدل علی ان السوال والبحث عن القیود والاوصاف
الغیر المذکورۃ یوجب التغلیظ والمساءۃ لا علی ان تقیید المطلق
یوجب ذلك قلت اذ کان البحث عن القید والاشتغال بہ یوجب
ذلك فالتقیید بالطریق الاولی علی ان المفہوم من الآیۃ ان موجب
المساءۃ ہو تلك القیود والاشیاء المسئول عنہا اھ اور محشی تلویح یہان

پر لکھتا ہے لان مقدمۃ الشئ من حیث ھی مقدمۃ اذا وجبت امرًا
فایجاب ذلک الشئ ایاہ بالطریق الاولی **قولہ** دیگر یہہ کہ مفتی صاحب
مذکور جو لکھتے ہین کہ صورت مسئول عنہا مین نہ وضع جبہہ ہے نہ الف الی قولہ و
نحن نحکم بالظاہر **اقول** یہہ عجب مالیخولیا ہے سائل ایک ہیئت خاصہ تقبیل
رجل سے جسمین ناک پیشانی لگنے کا اصلاً ذکر نہین ہے سوال کرتا ہے کہ یہہ سجدہ
ہے یا نہین اسکا جواب ہے یا نہین کے ساتھہ دینا چاہئے جیسا مجیب محسود
نے جواب دیا کہ سجدہ سے خارج ہے یعنے سجدہ نہین ہے پھر واقع مین ناک لگی ہوگی
اس سے مجیب کو کیا غرض اور بغیر ناک لگنے کے بوسہ لینا ممکن نہین ہے یہہ آپ کا
عدم امکان ہے عقلا کے نزدیک تو ممکن بلکہ واقع ہے کسی سلیم العقل سے جاکر
دریافت کرو وہ تم کو سمجھا دیگا بلکہ دکھلا دیگا اور مواہب لدنیہ سے پہلے گذرا کہ حضرت
عداس رضی اللہ عنہ نے اوندھے موہنہ گر کر آنحضرتؐ کے دونون قدم مبارک چومے
تھے بھلا انکی ناک قدم مبارک سے لگی تہی یا نہین اگر لگی تھی تو بقول آپ کے
سجدہ ہوا اور سجدہ بجز خدا کے اور کسیکو جایز نہین نبی ہو یا ولی اور اگر نہین لگی
تھی تو آپ کا عدم امکان باطل ہوا اور امکان بلکہ وقوع ثابت ہوا اور یہان تو
یہہ ڈہکوسلا بھی آپ کا پیش نہ جائیگا کہ حضرت کسی بلند جاے پر تشریف فرما
ہونگے کما لا یخفی اور یہہ جو لکھتے ہو کہ ناک کو کسینے روکا ہوگا ہم کہتے ہین عقل نے روکا
ہوگا اور بے عقل کے ساتھہ بحث نہین اور جب آپکے نزدیک یہہ احتمال ہے کہ کون
دیکھ سکتا ہے کہ اوسکا ناک لگا یا نہین تو پھر اوسکو سجدہ ٹھہرا کر حکم کفر کا قطعا
کسطرح کردیا اور مسلمان کو کافر بنانے مین باوجود احتمال کے ذرا خوف خدا

دل مین نہ آیا من کفر مسلمًا فقد کفر کا خیال اصلا نہ فرمایا تسپر پڑھتے ہو
نحن نحکم بالظاہر اسیکا نام ظاہر ہے ایک مسلمان دیندار کہتا ہی مین نے پانوئنکا بوسہ لیا
اور جماعت کثیرہ اہل اسلام بھی شہادت دیتی ہے کہ پیشانی نہین رکھی ہونٹھون
سے بوسہ لیا تنے مسلمانون کو جھوٹھا بناتے ہو اور مرغی کی ایک ٹانگ کہے
جاتے ہو سجدہ کیا سجدہ کیا اور باوجود اقرار احتمال کے مسلمان کو اسلام سے
خارج کرتے ہو وقد قالوا ان الشبہۃ دارئۃ للکفر **قولہ** الحاصل عالم کی شان
سے بعید ہے الی **قولہ** ایسے کام پر جری کون **اقول** عالم کی شان سے بعید بلکہ
ابعد ہے کہ چند ہزلیات وخرافات جمع کرکے اپنے توہمات وتخیلات باطلہ کی بناپر
محض بغرض نام ونمود مابین حسود وعنود معدود وامر مشروع ومسنون پر فتوے
حرمت وکفر کا دیوے اور عوام کو اہل اسلام کی تفسیق وتکفیر پر جری ودلیر
کرے پھر ایسی تفسیق وتکفیر کہ مستلزم تجہیل وتحمیق وتکفیر وتفسیق ایمہ دین
وسلف صالحین مجوزین ومباشرین تقبیل اقدام بزرگان دین ہو با انہمہ اپنی حق پوشی
پر پردہ ڈالنے کیواسطے زبان طعن دراز کرے **قولہ** اور بیشک ذہن کے ساتھ
بینی کالگنا ضروری ہی اور ذہن رکھنے سے بھی بقول امام اعظم ابی حنیفہ رحمۃ اللہ
علیہ سجدہ صادق آتا ہے الخ **اقول** روایت ہدایہ منقولہ مین لفظ بعض وجہ
ہے اور وجہ کے معنے ذہن کے کسی نے نہین لکھے ہین شاید معلم الملکوت نے
اپنی کسی کتاب مین یہہ معنے وجہ کی لکھے ہون اور وہ کتاب مجیب کو دستیاب ہوئی
ہو اور اوسمین سے دیکھکر لکھا ہو تو مین انکار نہین کرسکتا ایمہ لغت سے تو کسی نے
یہہ معنے وجہ کے نہین لکھے فقہا لکھتے ہین الوجہ ما یواجہ بہ الانسان یعنے

وجہ عربی مین اوسکا نام ہی جسکے ساتھ آدمی سامنے ہوتا ہی جسکی چوڑان کان سے دوسرے کان تک ہے
اور لنبان منبت شعر راس سے لیکر اسفل ذقن تک اسکا ترجمہ فارسی مین روے اور
اسی کو چہرہ کہتے ہین اور فم عربی مین اس جائے خاص کو کہتے ہین جہان دو ہونٹھ
ہین اور اندر اسکے زبان دانت وغیرہ ہین اسکا ترجمہ فارسی مین دہن ہے مجیب نے
جب دیکھا کہ بناوٹین اور تکلفات تو مین نے بہت کئے کہ پاؤن چومنا سجدہ ہوجاوے
مگر کوئی جھوٹی بات بھی ایسی نہ بن آئی جس سے صراحۃً ثابت ہو کہ پاؤن چومنا سجدہ
ہے اب یہہ موقع اچھا ملا کہ وجہ کا ترجمہ دہن کر دون اور تعبیر دہن کے جو عبارت ہے
دو ہونٹھ وغیرہ سے پاؤنکا چومنا ممکن نہین تو اس ایک جھوٹھ سے سب کام بن گیا
اور کتاب ہدایہ سے ثابت ہوگیا کہ پاؤن چومنا سجدہ ہے اور جب سجدہ ہوگیا تو پھر
حکم کفر مین تو کچھ دیر نہین ہے چلو بالاتفاق مسلم کافر ہوگیا احباب راضی عوام خوش
روزی تازی قیامت دور ہے اللہ غفور توبہ کے دروازہ ہنوز بند نہین ہین اب اگر
کوئی کم علم مفتی صاحب سے دریافت بھی کرے کہ وجہ کا ترجمہ دہن کسطرح صحیح ہوا
تو فرماوینگے کہ وجہ کے معنے مونھہ اور دہن کے معنے مونھہ دونون ہم معنے ہین وہ بیچارہ
کیا جانے بیل کی دم کدہر ہے کہے گا راست و درست اسکی تو اوسکو خبر نہین کہ
منہ ہندی مین مشترک ہے بین المعنیین اور عربی فارسی مین ہر ایک معنے کیواسطے
لفظ خاص جدا ہے اگر مفتی صاحب باقتضاء غیرت وحیا و دیانت واتقا یہہ
عذر پیش کرین کہ وجہ کے بہت جز ہین آنکھ ناک پیشانی گال ہونٹھ ٹھڈی اور روایت
ہدایہ مین مذکور بعض وجہ ہے اور بعض محتمل ہے ہر جز کا ہمارے نزدیک مراد اس سے
ہونٹھ ہین اسواسطے ہمنے اسکا ترجمہ کیا دہن تو اوسکا جواب یہہ ہے کہ مفتی صاحب

مجتہد نہین ہین کہ برخلاف تمام ایمہ دین کے جو چاہینگے تاویل کرینگے اور سب پر انکی تاویل واجب التسلیم ہو جاینگی تمام ایمۂ دین بالاتفاق لکہتے ہین کہ مراد بعض وجہ سے پیشانی ہے اور ناک مین اختلاف ہے بعض کے نزدیک رکن سجدہ ہے بعض کے نزدیک نہین جیساکہ مجیب مسعود کے فتوے مین بالتفصیل مذکور ہے مفتی صاحب کس گنتی میں ہین کہ انکی مراد بخلاف ایمۂ دین قابل اعتبار ہو علمار حنفیہ رحمہم اللہ کے نزدیک تو بعض پیشانی رکھنے سے بہی سجدہ ادا نہین ہوتا جب تک اکثر پیشانی نرکھے محشی ہدایہ لکھتا ہے **قوله** بوضع بعض الوجه فان قلت فلو وضع بعضا يسيرا من الجبهة وجب ان يجزيه لانه وضع بعض الوجه والرواية منصوصة في التجنيس انه لو وضع جبهته على حجر صغير ان وضع اكثر الجبهة على الارض يجوز والالا اجيب بان النص مقيد ببعض يحصل به كمال التعظيم المقصود من افتراض السجدة ولذا لا يصح وضع الخد والذقن وكمال التعظيم لا يحصل الا بوضع كل الجبهة او اكثر فلا يجزيه وضع الاقل بدلالة النص والله اعلم اب خاص وعام کو چاہیے کہ مفتی صاحب سے دریافت کرین کہ روایت ہدایہ سجدہ نماز کے باب مین ہے اور آپ فرماتے ہین وجہ سے مراد دہن ہے تو پہر فرمائیے نماز مین اگر کوئی سجدہ کرتے وقت دونون ہونٹھ زمین پر رکھدے اور پیشانی ناک نہ رکھے تو سجدہ ادا ہو جائے گا یا نہین اگر فرماوین ادا ہو جاے گا تو سند کتاب معتبر طلب کرنا چاہیے اور اگر کہین نہین ادا ہوگا تو یہہ اونکے خلاف مراد ہے اور غلطی ثابت ہو گئی **قوله** اور یہہ جو فرماتے ہین کہ سجدہ صحیح نہین ہے یا ہے الی **قوله** دونون کے ایک معنے نہین ہین **اقول** مفتی صاحب یہہ مغالطہ

صا یا سجدہ جایز نہین ہے یا جایز ہے اور مکروہ وغیرہ یہہ محض مغالطہ و اسلئے کہ بعض ادنی سجدہ جایزہ و غیر جایزہ دکر وہہ و غیر مکروہ ہ صحیح ہے یا نہین ہے نہین ہین ،، مجموعہ ہ مکرو ہہ سجدہ ونون ... [illegible]

نہین ہے کلام صحیح ہے محض آپ کی عقل کا مغالطہ ہے آپ اگر غلط سمجھین تو کوئی کیا کرے اب ہم آپ کو سمجھا دیتے ہین اگر عقل ہے تو سمجھ لو صحیح او غیر صحیح اور جواز و عدم جواز مین دو اعتبار ہین ایک باعتبار وجود رکن و عدم وجود رکن دوسرا باعتبار فوت وصف یا شرط و عدم فوت وصف یا شرط غیر صحیح و غیر جایز باعتبار اول بمعنی فایت الرکن ہے اور ظاہر ہے کہ فایت الرکن معدوم الوجود ہے اور باعتبار ثانی بمعنے فایت الوصف او الشرط ہے اور فایت الوصف او الشرط موجود بالذات ہے مفقود بوصف یا شرط اور رکن سجدہ بالاتفاق وضع جبہہ اعنی پیشانی زمین پر رکھنا ہے اور جب رکن کہ وضع جبہہ ہے نپایا جاوے تو صحیح نہین کے یہہ معنے ہوے کہ معدوم الوجود خواہ داخل صلوٰۃ ہو خواہ خارج صلوٰۃ جیسا بیع مین کہ عبارت ہے مبادلۃ المال بالمال سے فقہا لکھتے ہین لایجوز بیع الحر نہین جایز ہے بیچنا آزاد کا یعنے باطل ہے فایت الذات والوصف بسبب انعدام رکن کے جو مال ہے دیکھو جو عبارت شاہ عبدالحق محدث دہلوی قدس سرہ سے مجیب محسود نے اپنے جواب مین نقل کی ہے اس سے ظاہر ہے کہ سجدہ جایز ہے ساتھ ناک اور پیشانی کے بالاتفاق وجہ اسکی یہی ہے کہ رکن سجدہ موجود ہے بالاتفاق نقیض اسکا یہہ ہے کہ سجدہ نہین جایز ہے بغیر ناک و پیشانی کے بالاتفاق بسبب انعدام رکن کے بالاتفاق اور جب رکن معدوم ہوا تو شی بالذات معدوم ہوئی تو یہہ عدم جواز بمعنے منعدم الذات کے ہے اسکو کچھہ خصوصیت نماز و غیر نماز کے ساتھ نہین منعدم الذات ہمیشہ منعدم الذات ہے جبتک اوسکا رکن نپایا جاوے اس بیان سے واضح ہو گیا کہ جواز و عدم جواز بمعنے مذکور متاخر نفس سجدہ سے نہین ہے بلکہ عبارت ہے وجود و عدم وجود نفس سجدہ

سے اور ساری بحث آپ کی لغو بیفائدہ تطویل لاطائل باعث اسکا کم فہمی وکم علمی
قولہ اور موضوع مقدم ہے محمول سے اور ثبوت الشئی للشئی مین مثبت لہ مقدم
بالطبع ہے ونیز موصوف مقدم ہے صفت سے **اقول** مفتی صاحب نے یہان پر
تھوڑا سا معقول چرک دیا اگر چاٹ لیتے تو بہتر تھا اب تو کھرچنے سے بھی داغ نجائیگا
ہم آپ سے عرض کرتے ہین کہ الانسان حیوان ناطق مین انسان موضوع ہے اور
حیوان ناطق محمول ہے اسمین کون مقدم بالطبع ہے اگر انسان مقدم ہے تو حیوان ناطق
عین ماہیت انسان ہے تو لازم آیا تقدم شئی علی نفسہ اور تقدم شئی علی نفسہ محال
ہے اور مستلزم محال بہی محال اور ناطق صفت ہے انسان کی اور انسان موصوف ہے
اگر انسان مقدم ہے ناطق پر تو لازم آیا تقدم کل کا جزو پر کیونکہ ناطق جزو ماہیت
انسان ہے حالانکہ جزو مقدم ہے بالطبع کل پر فان الکل لایوجد بدون الجزء
اور الانسان حیوان مین اگر موضوع مقدم ہے تو لازم آیا تقدم نوع کا جنس پر
کیونکہ انسان نوع ہے اور حیوان جنس ہے اور تقدم نوع کا جنس پر محال ہے
لان النوع لایوجد بدون ما ہو جنس لہ والجنس یوجد بدونہ
وایضا الجنس جزء النوع و ہو الانسان والجزء مقدم علی الکل
بالطبع اور زید ممکن مین اگر وجود زید مقدم ہے تو لازم آیا وجود شئی قبل امکان
اور یہہ ممکن مین محال ہے کیونکہ صفت امکان مقدم ہے وجود پر فان الامکان
سلب الضرورۃ عن الطرفین والوجود کون الشئی فی ظرف والضرورۃ مسلوبۃ
عنہ قبل کونہ فی ظرف اور حمل اولی مین جسکی مثال الانسان انسان اور الممکن ممکن
ہے تباوکون مقدم ہے فان تقدیم احدہما یستلزم تقدیم الآخر لان المحمول عین

الموضوع آپ نے کسی طالب علم سے سُن لیا ہوگا ثبوت الشئی للشئی فرع وجود المثبت
لہ خیال کیا اچھا قضیہ کلیہ موقع پر ہاتھ لگا ہم بھی معقول جھاڑین جُوہے کے ہاتھ
مین ہلدی کی گرہ ملی پنساری بن بیٹھا بھلا فرمائیے تو شریک الباری ممتنعٌ اور اجتماع
النقیضین محالٌ مین امتناع کا ثبوت واسطے شریک باری کے ہے اور محال کا
ثبوت واسطے اجتماع نقیضین کے تو بحسب قاعدہ مذکورہ چاہیے کہ شریک باری اور
اجتماع النقیضین موجود ہو اور ممتنع اور محال منافی ہے وجود کے لان الممتنع وکذا
المحال مالا وجود لہ اسی طرح مجہول المطلق یمتنع علیہ الحکم اور المعدوم المطلق
یقابل الوجود ان دونون قضیون مین مجہول مطلق اور معدوم مطلق پر حکم بالامتناع
اور مقابلہ کیا گیا ہے بحسب قاعدہ مذکورہ چاہیے کہ مجہول مطلق اور معدوم مطلق موجود
ہو والامتناع والمقابلۃ ینافیھما فان المجھول المطلق لو وجد لما امتنع
علیہ الحکم والمعدوم المطلق لو وجد لما قابل لوجود فان الوجود لایقابل الوجود
مع ان المعدوم نقیض الموجود فاذا وجد یکون موجودا لامعدوما
مطلقاً وقد کان معدوما مطلقا ھذا خلف اور قضیہ زیدٌ موجود
بحسب قاعدہ مذکورہ مستلزم وجود الشئ بوجودین یا تقدم الشیئ علی
نفسہ یا تسلسل ہے وکل واحد منھا محالٌ ان سب کا کیا جواب ہے
اور جبتک ان نقوض واردہ نا قضہ کلیہ منقولہ کا جواب باصواب نہ دیا جاوے
کلیت قضیہ ثبوت الشئ للشئ الخ غیر مسلم اور بدون ثبوت کلیت مثبت مطلوب نہین
فان من شرط الانتاج فی الشکل الاول کلیۃ الکبریٰ کتب عقلیہ
مین یہہ بحث پوری پوری مذکور ہے آپ ان کتابون کا مطالعہ کر کے ان نقوض

کا جواب دین دیکھین تو آپ کیسے معقولی ہین اور کتنا حوصلہ معقول مین رکھتے ہین
مگر دیکھنا بہت سنبھل کر جواب دینا ایسا نہو کہ جواب سے زیادہ آپ کی قلعی معقول کی
کھلجاوے اور باعث مضحکۂ طلبۂ علم ہو علاوہ برین سجدہ جایز نہین قضیہ سالبہ
ہے والسالبۃ لاتقتضی وجود الموضوع **قولہ** اور مولوی صاحب نے یہ
جو لکھا ہے کہ ایک جزئی پر دوسرے جزئی کا قیاس کرنا مجتہد کا کام ہے یہہ کلام مولوی
صاحب کے بے علمی اور نافہمی پر دال ہے اسلئے کہ یہہ مجتہد کا کام نہین ہے اور
مجتہد کا کام غیر منصوص کو الخ **اقول** سچ ہے۔ ہر کس بخیال خویش خبطی دارد
اور سے کچھ بھیر نہین سمجہہ سمجہہ کا ہے پھیر۔ آپ مولوی صاحب کا کلام نہین سمجھے
اور اعتراض کر بیٹھے پہلے کلام کو سمجھو پھر بات کرو پہلے جزئی سے مراد جزئی منصوص
مقیس علیہ ہے اور دوسرے جزئی سے مراد جزئی فرع مقیس ہے اور معنی قیاس
کے یہہ ہین کہ جزئی مقیس علیہ سے علت جامعہ نکالکر جزئی مقیس مین حکم مقیس علیہ
بعلت جامعہ ثابت کیا جاوے اور یہہ بلا کلام کام مجتہد کا ہے جب یہہ معلوم ہوا
تو مطلب مولوی صاحب کے کلام کا یہہ ہوا کہ عامی جسکے حق مین قول مجتہد مثل
نص شارع کے ہے کسی جزئی مین جو مجتہد سے منقول ہو علت جامعہ نکالکر دوسرے
جزئی مین جو مجتہد سے منقول نہین حکم حلت یا حرمت کا نہین دے سکتا مثلاً فرض
کیا جاوے کہ حرمت زمین بوسی قول مجتہد ہے اور کوئی کم علم کہے کہ علت حرمت
زمین بوسی یہہ ہی جو من مجتہد نے بقیاس خود نکالی ہے اور یہہ علت مستخرجہ قدمبوسی مین بعینہ موجود
ہے تو قدمبوسی بھی بایں علت جامعہ حرام ہوئی یہ قیاس بیشک مردود و
ساقط الاعتبار ہوگا اور یہہ جو فرماتے ہو کہ یہہ کام اصحاب تخریج کا ہے یا محض نادانی ہے یا جھوٹھ ہلا

اختیار تمسے صادر ہوتا ہے عبارت نافع کبیر سے کہان ثابت ہوتا ہے کہ قیاس مذکور
اصحاب تخریج کر سکتے ہین خود عبارت نقل کرتے ہو اور خود نہین سمجھتے ہو اب ہم
تم کو سمجھا دیتے ہین سمجھ لو مطلب عبارت نافع کبیر کا یہہ ہے کہ اصحاب تخریج کو
قدرت اجتہاد کی ہرگز نہین ہے مگر اونکو بسبب احاطۂ اصول اور ضبط ماخذ کے
اتنی قدرت ہے کہ اصول وفروع مین نظر کر کے باعتبار امثال ونظائر کے کسی قول
مجمل یا حکم محتمل کے جو صاحب مذہب یا اوسکے اصحاب مجتہدین سے منقول ہو
تفصیل کر دین" خلاصہ یہہ کہ اصحاب تخریج قول مجمل کی تفصیل اور حکم محتمل الامرین
کی تعیین کر سکتے ہین اسکو قیاس کون کہتا ہے آپ نے لفظ مقائسہ عبارت مین
دیکھ لیا بغیر سمجھے بوجھے لکھدیا کہ قیاس کام اصحاب تخریج کا ہے **شعر**
دیکھو تو بھلا کیسی ہمین دور کی سوجھی دیکھ عقد ثریا ہمین انگور کی سوجھی
قولہ اور بیشک قدمبوسی ہیئت سجود وحالت خفض اور زمین بوسی ایک امر ہے
دو جزئی نہین الی آخر الخرافات **اقول** مفتی صاحب نے اپنا اجتہاد ظاہر کردیا
جب کچھ بن نہ آئی تو قدم بوسی اور زمین بوسی کو ایک بنایا اور در پردہ فقہاء کرام
کو جو قدمبوسی کو مطلقاً جائز اور زمین بوسی کو حرام لکھتے ہین جاہل واحمق ٹھہرایا
کیونکہ اونکے نزدیک یہہ دو جزئی ہین اور ہر ایک کا حکم جدا ہے اور باجتہاد مفتی
صاحب دونون کا حکم ایک ہے اور ایک جزئی ہے پھر عقلمند اتنے بڑے
کہ دو جزئی کو ایک بناتے ہین حالانکہ دو جزئی کا ایک ہونا محالات عقلیہ سے ہے ہان
اگر کہتے دونو کا حکم ایک ہے تو درست ہوتا اور فرماتے ہین زمین بوسی مین بوسہ گاہ
زمین حقیقی ہونا کچھ ضرور نہین ہے بھلا اسپر کیا دلیل ہے کوئی سند معتبر لو

اسپر لانا تھا کہ پاون پیر جی صاحب کے زمین مجازی ہی پھر اجتہاد کرنا تھا کہ بوسہ گاہ عام ہی حقیقی و مجازی سے یہہ اجتہاد آپکا مخالف ائمۂ دین و فقہای شرع متین کے مردود ہے جو تمھاری طرح ہوگا وہ قبول کریگا تسپر تم اصحاب تخریج سے بھی نہین ہو کہ تفصیل مجمل اور تعیین محتمل مین تمھارا قول مقبول ہو جسکو ما بین صحیح و سقیم قوی و ضعیف تمیز نہین عبارت عربی سمجھنے کا تو کیا اردو سمجھنے کا بھی سلیقہ نہین وہ اگر نقل صحیح بھی اسباب مین پیش کرے تو بغیر مقابلہ اصل منقول عنہ کے قابل اعتبار نہین چہ جای کہ ایک بات اٹکل پچو غیر مفسر اپنی راے سے بلا تحقیق و سند بخلاف تصریح فقہا ر محققین لکھدے وہ کب قابل توجہ و التفات علما ر ہی اور مفتی صاحب محمود تو جسکو فقہا ر کرام نے حرام لکھا ہی حرام اور جایز لکھا ہے اوسکو جایز لکھتے ہین اجتہاد و تخلیط و تغلیط نہین کرتے ہین تا او نپر ایک کے حرام لکھنے سے دوسرے کا حرام کہنا ضرور ہو کما لا یخفی علی العاقل الفہیم وان خفی علی الغافل السقیم **قولہ** طرفہ یہہ ہے کہ مفتی مذکور نے جو فتوی لکھا ہی اوسکا طرز عجیب و طور غریب یہہ ہے کہ نہ کہین کتب فقہ کی عبارت ہے الی آخر ہذیاناتہ

اقول مجیب اپنی عادت سے مجبور اور غلط بولنے مین معذور ہے اولاً مفتی پر نقل عبارت کتاب واجب نہین دیکھو اکثر علما ر حرم محترم اپنے فتاوی مختصرہ مین عبارت کتاب نہین نقل کرتے ہین کتاب سے جیسا ثابت ہو ویسا لا یا نعم کے ساتھ جواب لکھ دیتے ہین اور قول مفتی واسطے مستفتی عامی کے حجت ہے کیا علما ر حرم محترم آپکے نزدیک غیر معتبر ہین اور ثانیاً مفتی محمود نے تین سندین اپنے جواب مین لکھین ہین ایک قاعدۂ اصول المطلق یجری علی اطلاقہ کیا یہہ قول امام

ابو حنیفہ رحمہ اللہ کیطرف مسند نہین ہی موجد اصول کون ہی اور دوسری عبارت
ہدایۃ النجدین اور ماخذ صاحب ہدایۃ النجدین وہی کتب دینیہ اصولیہ فقہیہ ہین تو
اس عبارت کا نقل کرنا بعینہ کتب دینیہ سے نقل کرنا ہے تیسری حدیث شریف
وقد مر ذکرہ اور درباب سجدہ امام اعظم اور صاحبین رحمہم اللہ کا قول
شرح سفر السعادۃ سے منقول ہی اس سب سے آنکھ بند کرکے کہنا عبارت کتب فقہ
کی نہین ہے روایت امام کی نہین ہے اغوای عوام ہے بھلا آپ نے جو اتنی بکواس کی
ہیئت خاصہ تقبیل متنازعہ فیہا مین کوئی روایت ضعیفہ مردودہ بھی کسی امام سے
کہین نقل کی کہین نہین معلوم ہوا کہ بحسب قاعدہ مخترعہ خود غیر مقلد ہو جو باجتہاد
وقیاس خود جایز کو ناجایز بتلاتے ہو اور یہہ فرمانا آپکا کہ فقہ کی عبارت سے استدلال
ناجایز سمجھتے ہین اور قول امام اعظم و صاحبین و مجتہدین کو ساقط الاعتبار جانتے ہین
محض غلط مجیب محسود نے کونسی جگہہ جواب مین لکھا ہے سچے ہو تو بتلاؤ ور بحسب فہم
خود عدم ذکر سے عدم جواز استدلال اور عدم اعتبار کو لازم جاننا حماقت ہے
با اینہمہ کہان ہے قول امام اعظم کا یا صاحبین یا دیگر مجتہدین کا اس ہیئت خاصہ
متنازع فیہا مین جسکو ساقط الاعتبار جانا اگر ہے تو پیش کرو فقط عوام کے بھکانے کو
لکھدیا قول امام وغیرہ کو ساقط الاعتبار جانتے ہین تا وہ سمجھین کہ قول امام اعظم
یا صاحبین یا مجتہدین کا اس ہیئت خاصہ متنازع فیہا مین ہوگا مجیب نے چھپایا
ایسی باتون سے کیا ہوتا ہے آخر الامر رسوائی اور بدنامی من حفر بیر الاخیہ وقع فیہ
قولہ اور یہہ جو سوال مصدرہ مین لکھا ہی کہ چند لوگ الخ **اقول** اگر صورت واقعہ
سے مراد سجدہ ہی تو زجر و توبیخ بجا ہی اور اگر تقبیل بھیئت مسئولہ متنازع فیہا ہے

اوسکو سجدہ کہکر حرام وکفر کہا تو آپکی طرح وہ بھی کامل العقل مجتہد زمانہ ہونگے اور امر بالمعروف اور نہی عن المنکر تو بحسب امکان واجب ہے مگر ایسے آمرین وناہین باجنین مکارین سے خدا دور رکھے جو بحیلہ ومکر مسلمان کو کافر وفاسق بناتے ہین اور پھر اسکو خدا یہہ توفیق ندے اور مکفرین مسلمین کو توبہ واستغفار نصیب کرے **قولہ** انحناء بعض لبعض بحکم حدیث شریف مذکور حرام ہے **اقول** مکروہ مختلف فیہ ہے وہ بھی علی الاطلاق نہین تمام عوام کو کیون بھکاتے ہو **قولہ** اور مخفی نرہے کہ امام مذکور السوال جو اس فعل حرام وکفر کا مرتکب وفاعل اور اس امر مستلزم الکفر کیطرف راغب ومائل ہے الخ **اقول** اس فعل حرام وکفر سے اگر مراد سجدہ ہی تو امام مذکور مرتکب وفاعل سجدہ نہین ہی اور یہہ امر ثابت ہی بشہادت جماعت کثیرہ مسلمین معتبرین برنا وپیر اور بواسطہ اشتہار معلوم ہر صغیر وکبیر کہ امام سجدہ نہین کرتا ہی وہ فقط قدمبوسی کرتا ہے اور قدمبوسی نہ حرام ہے نہ کفر اور اگر مراد قدمبوسی بحیثیت متنازع فیہا ہے تو ابتک اسکی حرمت پر کوئی روایت ضعیفہ بھی مفتی صاحب نے نقل نہین کی کفر کہا اگر مفتی صاحب بمقتضاے دیانت فرماوین کہ احتمال ہی کہ جماعت کثیرہ مذکورہ کاذب ہو اور سائل صادق ہو تو قطع نظر اس سے کہ یہہ احتمال مرجوح ہی امر محتمل پر کسی مسلمان کو خصوصًا بالتعیین کافر کہنا جائز نہی در مختار مین لکھا ہی لا یفتے بتکفیر مسلم امکن حمل کلامہ علی محمل حسن او کان فی کفرہ خلاف ولو کان ذلک روایۃ ضعیفۃ کما حررہ فی البحر وعزاہ فی الاشباہ الی الصغری وفی الدرر وغیرہا اذا کان فی المسئلۃ وجوہ توجب الکفر وواحد یمنعہ فعلی المفتی المیل لما یمنعہ ۱۲

اور محشی لکھتا ہے روی الطحاوی عن اصحابنا لایخرج الرجل من الایمان الاجحود ما ادخلہ فیہ ثم ما تیقن انہ ردۃ یحکم بہا و ما یشك انہ ردۃ لا یحکم بہا الان الاسلام الثابت لایزول بالشك کیف والاسلام یعلو و ینبغی للعالم اذا رفع الیہ ھذا ای سوال عن مکفر ان لایبادر بتکفیر اھل الاسلام اور قدمبوسی جس ہیئت سے ہو مستلزم کفر نہین بلکہ مستلزم حرمت بھی نہین اور سجدہ کیطرف نہ امام راغب نہ مائل اور نہ اوسکا فاعل اور سجدہ غیر کی طرف فرضاً اگر راغب ہو تو بھی کافر نہین ہو سکتا جیسا کہ گذرا کہ قصد سجدہ غیر اللہ کفر نہین ہے اگرچہ مفتی صاحب نے لکھدیا ہے کہ عزم سجدہ غیر اللہ سے بھی کافر ہوتا ہے مگر یہہ غلط ہے اسکو بہ بیان واضح ہم پہلے ثابت کر چکے فلینظر ثمہ اور فعل شنیع سے اگر مراد سجدہ غیر اللہ ہے تو معلوم ہوا کہ سجدہ غیر اللہ کو جائز و روا نہین جانتا اور اگر مراد قدمبوسی ہے تو قدمبوسی فعل مسنون ہے اسکا جائز جاننے والا کافر کسطرح ہوگا بلکہ اسکے ناجائز جاننے والے پر بوجہ استخفاف خوف کفر ہے الغرض اوسپر اطلاق کفر کرنا اور اسکو مسلمان نہ جاننا سراسر مفتی کی خطا ہے اور قدمبوسی فعل حرام نہین جسکا جائز سمجھنے والا کافر ہو اور سجدہ تو وہ نکرتا ہے نہ اوسکو جائز جانتا ہے قدمبوسی کرتا ہے اور قدمبوسی کو جائز جانتا ہے اور احتمال سے کب کفر ثابت ہوتا ہے کما ذکرنا پس اہل اسلام پر لازم ہے کہ جو مفتی جبراً بلاوجہ مسلمان کو علی التعیین کافر کہتا ہے ہرگز نماز مین اقتدا اوسکی نہ کرین اور ہرگز اوسکو نماز مین امام نہ بناوین اور جب تک اعلانیہ توبہ اور استغفار پڑہوا لینے کے عذر و حیلہ اسباب مین ہرگز قبول نہ کرین علامہ ابن حجر نے اعلام بقواطع الاسلام مین فرمایا ہے فنقول عبارۃ الرافعی فی العزیز نقلا من التتمۃ انہ اذا قال لمسلم

یاکافر بلا تاویل کفر لانہ سمی الاسلام کفرا وقد صح انہ صلی اللہ علیہ وسلم
قال اذا قال الرجل یاکافر فقد باء بہا احدہما والذی رماہ بہ مسلم
فیکون ہو کافرا انتہی وتبعہ النووی فی الروضۃ وعبارتہ قال المتولی
ولو قال لمسلم یاکافر بلا تاویل کفر انتہی واعتمد ذلک المتاخرون کابن
الرفعۃ والقمولی والنسائی والاسنوی والاذرعی وابی زرعۃ
وصاحب الانوار وغیرہم انتہی وفیہ ایضا وقال ابن دقیق العید فی
قولہ علیہ الصلوۃ والسلام ومن دعی رجلا بالکفر ولیس کذلک الاحار
علیہ ای رجع وہذا وعید عظیم لمن کفر احدا من المسلمین وہو
لیس کذلک انتہی حاصل اس عبارت اعلام کا یہہ ہے کہ جو کسی مسلمان کی بلا تاویل
تکفیر کریگا وہ کافر ہوگا" اور معنی تکفیر کے یہہ ہین کہ کہے مثلاً تو کافر ہے یا کہے یا کافر یا
اعتقاد کرے اوسکے کفر کا چنانچہ اوسی اعلام مین لکھا ہے ومعنی کفر الرجل اخاہ
نسبتہ ایاہ الی الکفر بصیغۃ الخبر نحو انت کافر او بصیغۃ النداء نحو یا
کافر او باعتقاد ذلک فیہ کاعتقاد الخوارج تکفیر المؤمنین بالذنوب انتہی
اور بتاویل کافر کہنے کے صورت یہہ ہے کہ کسی کو کافر کہے اور ارادہ کرے کفران نعمت
کا اگرچہ اس تاویل سے قائل کافر نہین ہوتا ہے مگر مرتکب حرام اور واجب التعزیر ہوتا ہے
چنانچہ اسی اعلام مین لکھا ہے وبیانہ انہ اذا قال ما قلنا لا تکفر النعمۃ او نحوہ کان
مع ذلک حراما اجماعا اخذا مما مر عن ابن المنذر انتہی اور فتاوی ابن حجر مین
لکھا ہے من قال لاخیہ المسلم یا کافر فان قصد بذلک تسمیۃ دین الاسلام
کفرا کفر ویضرب عنقہ انہ المرتد ولا یغسل ولا یصلی علیہ وان لم

يقصد ذلك لم يكفر لكن يعزر على ذلك التعزير البليغ الزاجر له ولا مثاله عن العود الى مثل هذا القول القبيح الفضيح الشنيع انتهى اور در مختار مین لکھا ہے وعزر بشاتم بيا كافر وهل يكفر ان اعتقد المسلم كافرا نعم والا لا به يفتى شرح وهبانيه انتهى اور مخدوم ہاشم نے مرج البحرین سے نقل کیا ہے گفته اند که اخراج ہزار کافر از کفر بشبہہ اسلام درست است نہ اخراج یک مومن از ایمان بشبہہ کفر " هذا والبسط فى رسالتنا تحفة الفقير فانا حققنا المقام فيها واستوعبنا الروايات فى عدم التكفير وذكرنا ان تكفير المسلم عند ائمتنا امر خطير حذر عنه علماء المذاهب الاربعة غاية التحذير وشددوا النكير والنفير على من يفتى بكفره لا انا المريد بدا منه بعد الفحص والتنقير والله الهادى واليه المصير وهو نعم المولى ونعم النصير والحمد لله القادر القدير الموفق لاتمام ما اراده العبد العاجز الفقير والصلوة والسلام على خير البشر البشير النذير وعلى اله واصحابه الفائزين منه بخير كثير وفضل كبير

كتبه محمد عبد القادر عفى عنه

القادر محمد عبد

السّوال

ما قول العلماء الكرام الذين هم للدين دعام فی تقبیل اقدام ذوی الاحترام کالعلماء والصلحاء والسادات العظام هل هو جایز ام کالسجدة حرام فان بعض الناس قد افتی بانہ کالسجدة والسجدة لغیر اللہ حرام اوکفر اجماعاً عند اهل الاسلام بینوا وتوجروا اجراً کاملا یوم القیام

الجواب واللہ الموفق للهدایة والصواب

تقبیل اقدام من ذکر جایز بل مستحب وردت بہ الاحادیث الصحیحة عن النبی علیہ الصلوٰة والسلام وصرّح بجوازہ کثیر من ائمة الاسلام کالامام النووی والعلامة ابن حجر والقسطلانی والعلامة العینی والشرنبلالی والطحطاوی والشامی والعلامة التلمسانی وغیرهم من الاعلام ولا تجرمہ باطلاق السجدة علیہ الامن لامعرفة لہ بالاحکام وغرہ الشیطان فافتی برأیہ من غیر رویة ورجوع الی ما حققہ العلمآء الکرام وقد تذکرت قصة قصّها علیّ بعض من اثق بہ ان رجلا سیّاحا طویل الشارب قصیر اللحیة یشبہ وجهہ وجہ بعض یهود مصر والشام وکان اصلہ من عبدة الاصنام ثم بعد الاسلام یاشر الخوارج والمعتزلة فاشرب فی قلبہ الخروج والاعتزال والبغض باهل السنة فدخل بلدتنا وقطن بها مدة من الایام وکان لہ ذهاب ومجیٔ الی بعض اکابر علماء الشام فاتفق مرة وهو حاضر فی خدمتہ ان رجلا سئل عن تقبیل الاقدام فاجاب الشیخ

بانه جایز مستحب لمن یستحقه وردت به صحاح الاحادیث وصرح بجوازه کثیر من الاعلام
فلما سمع هذا المنافق مقالة الشیخ رحمه الله واجهه بکلام بشع وقال کیف تجوزه
وهو سجدة لغیر الله کفر او حرام فغضب الشیخ من جرائته فی مجلسه مع جهالته عن
فهم المرام وقال مغضبا علیه ما اجهلك وابلدك وعن الحق ابعدك اما تعلم ان السجدة
بالجباه والتقبیل بالشفاه این هذا من ذاك اتفتح فاك وانت لا تمیز بین السمك
والسماك وطرده عن حضرته فذهب واشتکاه عند القاضی وقال الشیخ الفلانی
یجوز السجدة لغیر الله ویفتی بالسجود للعظام وحیث کان الشیخ مع هیبته وجلاله
معظما بین عظماء الشام لم یقدر القاضی ان یطلبه فی دار القضاء فحضر بنفسه
فی حضرته واحضر المنافق المدعی وسئل عن القضیة فاخبره بما جری وشهد
له من کان حاضرا فی وقته من اهل الشام فلما اطلع القاضی علی تزویر المنافق
غضب علیه غضبا شدیدا وضربه بالنعال فی وجهه بین اظهر من کان حاضرا من الخواص
والعوام ثم امر بتشهیره فقلد بقلائد النعال ورکب علی الحمار مقلوبا مسحما وجهه
ودیر به فی السکك والاسواق والمنادی ینادی من خلفه هذا جزاء المزورین و
اهل النفاق وبعد ذلك امر باخراجه عن البلدة فاخرج ویصحبه الذل والهوان
والله المعز والمذل فیعز من یشاء ویذل من یشاء فی کل عصر وزمان
هذا ما خطر فی البال وهو اعلم بحقیقة الحال حرره العبد العاصی الشیخ
محمد مکی تجاوز الله عن ذنبه الخفی والجلی